

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّاظِرٌ
 اَلَمْ يَخْلُقْهُ اَحْسَنَ مَقَامًا
 اَلَمْ يَكْنُزْ لَهُ الْغَنَاءَ
 اَلَمْ يُجْعَلْ لَهٗ اَمْنًا
 اَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ فِتْنَةً
 اَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ اَمْنًا
 اَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ فِتْنَةً
 اَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ اَمْنًا
 اَلَمْ يَجْعَلْ لَهٗ فِتْنَةً

تحرک خدم اہل سنت کا ترجمان (امید) نظام خلافت اشد کا داعی

تجدید

ابن تیمیہ
 لاہور
 مہتمم
 مفسر

زیرنگرانی

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کلہم
 بانی و امیر تحریک خدم اہل سنت، پاکستان



خدا مہسنت کی دعاء

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب باقی تحریک امت اہل پاکستان

۲۔ محرم ۱۳۹۲ھ ————— ۶۔ فروری ۱۹۷۱ء



<p>خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے تیرے قرآن کی عظمت پھر سینوں کو گرمائیں وہ منوائیں نبی کے چار یاروں کی صداقت کو صحابہ اور اہل بیت سب کی شان سمجھائیں حسن کی حسین کی پیروی بھی کر عطا ہم کو صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا تیری نصرت پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں تیرے کُن کے اٹکے سے ہو پاکستان کو حاصل ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے تیری توفیق سے ہم اہل مسک رہیں خادم نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں</p>	<p>خلوص میری محبت اور دیں کی حکمرانی دے رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کی خلافت کو وہ ازواج نبی پاک کی ہر شان منوائیں تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تہ و بالا کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل مٹا دیں ہم تیری نصرت انگریزی نبوت کو رسول پاک کی عظمت محبت و اطاعت کی تیری راہ میں ہر اک سنی مسلمان فتنہ ہو جائے ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت رہیں قائم تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری فضل</p>
---	---

الحمد للہ تمام۔ مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری
مرزائیوں کے دو رگزدہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

خلافت راشدہ حق چارپایہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



نظام خلافت راشدہ زندہ باد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحریک خدام اہلسنت و الجماعۃ پاکستان کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی

حق چارپایہ

قائد اہلسنت وکیل صحابہ مظہر شریعت و طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
بانی و امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۲۳۲
مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیب

جلد: ۲ شماره: ۷ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ فروری ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ - ۴۰ روپے فی شماره - ۷ روپے

۲۲۰ روپے

۱۸۰ روپے
۱۵۰ روپے

ریاستہائے متحدہ امریکہ
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ جنوبی افریقہ
ولسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ
سعودی عرب، امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت

سالانہ بدلہ شریک برائے
مالک پذیر ہونی جواز چارپایہ

رابطہ، دفتر ماہنامہ حق چارپایہ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۰۷۱۰۷

لاہور: حکیم حافظ محمد طیب، مطبع فضل شریف پرنٹرز، مقام اشتاد قریب ماہنامہ حق چارپایہ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

اس شمارے میں

- | | | |
|----|--------------------------------------|--|
| ۳ | مولانا قاضی منظر حسین | { گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم علوی
اور فیصلہ عدالت (اداریہ)
حق چار یار (نظم) |
| ۲۵ | مولانا ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر | { اشاعت اسلام کے لیے
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مالی خدمات
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور
نذرانہ عقیدت (نظم) |
| ۲۶ | پروفیسر حافظ عبد المجید | { فدا یان اسلام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کی داستانِ خوں چکاں
حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا (نظم)
صداقت رسالت مآب مقبولیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم
حق چار یار (نظم) |
| ۳۶ | حافظ لدھیانوی | { امام اہلسنت حضرت
مولانا عبد الشکور فاروقی (نظم)
ماہنامہ حق چار یار پڑھنے والے لکھتے ہیں
شانِ اصحابِ نبی (نظم) |
| ۳۷ | مولانا محمد عبد المعبود | |
| ۴۴ | سرور میواتی | |
| ۴۵ | مولانا سید اسعد مدنی | |
| ۵۳ | بیمپین رجپوری (بدایونی) | |
| ۵۳ | بیمپین رجپوری (بدایونی) | |
| ۵۸ | | |
| ۵۹ | علیم ناصری | |



گستاخ صحابہ عبد القیوم علوی اور فیصلہ عدالت

مولوی عبد القیوم علوی کو تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس دفعہ ۲۹۸ الف کے تحت بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء جناب ملک محمد حفیظ صاحب اسسٹنٹ کمشنر/محکمہ ٹریڈ درجہ اول اسلام آباد کی عدالت سے تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی ہے۔ اس فیصلہ کے خلاف عبد القیوم نے اپیل دائر کر دی ہے اور اب وہ ضمانت پر باہر ہے۔ اس کیس کا پس منظر یہ ہے کہ مجرم مذکور نے ۱۹۸۴ء میں ایک کتاب "تاریخ نواصب حصہ اول" شائع کی تھی جس میں اس نے بعض صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دل کھول کر زہرا گلا تھا۔ چنانچہ فیصلہ عدالت میں اس کی کتاب کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔ اس کی اس ناپاک جسارت کے خلاف حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب زید مجدہم خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد و صدر جمعیت اہلسنت والجماعت پاکستان نے اپنی ایمانی غیرت کے تقاضا سے تحفظ ناموس صحابہ آرڈیننس کے تحت عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں عبد القیوم مذکور کو تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ یہ کیس چارپانچ سال چلتا رہا ہے۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب موصوف نے پوری ہمت اور استقامت سے اس مقدمہ کی پیروی کی۔ مولانا موصوف بزار ہا ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے حضور رحمتہ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ جنتی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شرعی عظمتوں کے تحفظ کے لیے اس گستاخ کا بڑی پامردی سے تعاقب کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے (جبکہ وہ چیف مارشل لا

دفعہ ۲۹۸ الف) ایڈمنسٹریٹر تھے) ۱۹۸۰ء میں جب ذیل آرڈیننس نافذ کیا تھا۔ مقدس

شخصیات کے بارے میں ہلکے آیز کلمات وغیرہ کا استعمال۔ جو کوئی بھی زبانی یا تحریری الفاظ میں کسی بھی ذریعہ اظہار سے خواہ براہ راست یا بالواسطہ یا کسی چوٹ یا اشارے یا کلمات سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی (ام المؤمنین) یا افراد خاندان (اہل بیت) یا آپ کے راست باز خلفاء (خلفاء راشدین) یا ساتھیوں (صحابہ) میں سے کسی کے مقدس نام کی توہین کرتا ہے وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال ہو سکتی ہے یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ (بحوالہ "قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ص ۱۰)۔ اس آرڈی نس کو تحریک خدام اہلسنت نے "صحابہ آرڈی نس" کے نام سے شائع کیا تھا اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کو مبارکبادی کی قرارداد بھی ارسال کی تھی لیکن افسوس ہے کہ قبل ازیں کسی گستاخ کو اس آرڈی نس کے تحت سزا نہیں دی گئی۔ ہم جناب ملک محمد حفیظ صاحب مجسٹریٹ مرموف کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے اس آرڈی نس کے تحت عبدالقیوم کو سزا دے کر قانونی اور شرعی فریضہ ادا کر دیا۔ یہ سزا تو بہت تھوڑی ہے لیکن آرڈی نس میں چونکہ تین سال با مشقت قید ہی رکھی گئی ہے اس لیے وہ زیادہ سزا نہیں دے سکتے ہیں۔

فجزا اللہ احسن الجزا۔

بعدالت جناب ملک محمد حفیظ صاحب اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ
فیصلہ عدالت کا مکمل متن | درجہ اول اسلام آباد سیٹ بنام عبدالقیوم علوی۔ مقدمہ ۱۲

مورخہ ۱۴/۵/۸۵ بجرم ۸-۲۹۵-۸-۲۹۸-ت پ تھانہ آبپارہ۔

حکم: عبدالقیوم علوی ولد غلام حسین۔ قوم اعوان۔ سکھ پنڈ سنگرال۔ تھانہ گولڑہ شریف اسلام آباد کو پولیس تھانہ آبپارہ نے بجرم ۸/۲۹۵-۸-۲۹۸ ت پ چالان کر کے بغرض سماعت پیش کیا۔ مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ ۱۴/۵/۸۵ کو مدعی مقدمہ مولانا محمد عبداللہ صدر جمعیت اہل سنت و جماعت پاکستان خطیب مرکزی مسجد سیکٹر ۱۶-۵ اسلام آباد نے تحریری درخواست تھانہ آبپارہ کی گزاری کہ کتاب "تاریخ نواصب حصہ اول" مصنفہ عبدالقیوم علوی (ملزم) میں بعض صحابہ کرام بزرگ ہستیوں بشمول حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق مصنف نے قابل اعتراض الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کافر۔ کہتے۔ خنزیر کے برابر اور منافق۔ دشمن اسلام۔ ملعون اور دین کے معاطہ میں خصوصاً ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی ناپاک کوشش

کی ہے جس سے مدعی اور سنی اکثریت کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ دورانِ تفتیش کتاب مذکورہ بالا قبضہ پولیس میں لی گئی۔ گواہوں کے بیانات قلم بند ہوئے۔ ملزم کو گرفتار کیا جا کر بعد تکمیل تفتیش چالان عدالت کیا گیا۔ مورخہ ۱۵/۸/۸۵ کو نقول بیانات گواہان استغاثہ تقسیم ہو کر مورخہ ۲۰/۸/۸۵ کو ملزم پر فرد جرم زیر دفعہ ۲۹۵/۸ - ۲۹۸/۸ عائد ہوئی۔ ملزم کے انکار پر شہادت استغاثہ طلب ہو کر قلمبند ہوئی۔ گواہان استغاثہ ۱، ۲، ۳ فرد مقبوضگی کتاب EXP 1 "تاریخ نواصب حصہ اول" ہیں جنہوں نے بابت مقبوضگی کتاب بیان کیا۔ گواہ استغاثہ ۳ مدعی مقدمہ جنہوں نے اپنی رپورٹ ابتدائی EXP B کی تائید کی اور بتایا کہ وہ ان کی قلمی و دستخطی ہے۔ نیز اس نے بتایا کہ اس نے دورانِ تفتیش کتاب EXP 2 پیش کی اور وہ پولیس نے بذریعہ فرد EXP C قبضہ پولیس میں لی جس پر گواہ نے اپنے دستخط ثبت کیے۔ گواہ نے اپنی شہادت کے دوران بتایا کہ کتاب کے مختلف حصوں میں مصنف نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کو ناصبی کہا ہے جبکہ مصنف نے ناصیوں کے لیے کتے، خنزیر، ملعون اور کافر منافی جیسے بُرے القاب سے تعبیر کیا جس سے مدعی کی اور تمام اہلسنت ساتھیوں (گواہان) مذہبی کی دلآزاری ہوئی اور ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ گواہ نے اس بارہ میں کتاب کے صفحہ ۱۷ مقام A تا A اور صفحہ ۲۱ مقام B تا B اور صفحہ ۱۵ مقام C تا C کا خاص طور پر ذکر کیا۔ مزید بتایا کہ اس نے ایک مفصل رپورٹ (EXP 2 - P - ۱۶) ایسے ہی حوالجات پر مبنی تیار کر کے پولیس کو دی جو کہ ان کی اور گواہ عبد العفور کی دستخطی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی جن کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی اور کاتب وحی سمجھتے ہیں۔ جرح میں گواہ نے بتایا کہ اس کی دلآزاری مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور اہل سنت والجماعت ہونے کی حیثیت سے اور علماء دیوبند کے ساتھ تعلق کی حیثیت سے ہوئی ہے۔ گواہ استغاثہ ۴ کرامت خان اے ایس آئی محرر ایف آئی آر ہے۔ گواہ نے بتایا کہ اس نے رسمی رپورٹ ابتدائی EXP B / ۱ حسب آمدہ تحریر مدعی EXP P درست طور پر قلم بند کی۔ گواہان استغاثہ ۵، ۶، ۷ نے بھی متفقہ طور پر بتایا کہ بحیثیت مسلمان اور اہل سنت والجماعت ان کے مذہبی جذبات ملزم کی مصنفہ کتاب تاریخ نواصب (حصہ اول) پڑھ کر مجروح ہوئے ہیں۔ چونکہ مصنف نے اپنی کتاب میں صحابہ کرامؓ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں اور انہیں ناصبی گردانا جس

سوال عدالت: کیا آپ نے حضرت معاویہؓ اور عمرؓ بن العاص کو کافر منافق ظالم وغیرہ کہا ہے؟

جواب : میں نے بالکل یہ کہا ہے اور کتاب میں لکھا ہے۔

سوال عدالت: کیا آپ کی نظر میں ان صحابہؓ کو بڑا بھلا کہنے سے جذبات مجروح نہیں ہوتے؟

جواب: اس سے جذبات مجروح نہیں ہوتے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ ظالم اور بُری شخصیتیں ہیں۔

گواہ استغاثہ ۷۰ ریاض احمد السی آئی تفقیش افسر مقدمہ ہذا ہے۔ گواہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ اس نے دورانِ تفقیش حسب پیش کردہ گواہان کتاب P۲, EXP۱. تاریخ نواب بذریعہ فردات EXP۸ - EXP۷ قبضہ پولیس میں لی۔ نقشہ موقع EXP۶ مرتب کیا اور کتاب کے قابلِ اعتراض اقتباسات P۱۴ - EXP۲ پیش کردہ گواہان حاصل کر کے شامل مسل کیے۔ گواہ نے مزید بتایا کہ ملزم نے صحابہ کرام کی توہین کی ہے اور اہل سنت والجماعت کے جذبات کو مجروح کیا ہے جس کی وجہ سے ملزم کو گناہگار پکار چالان عدالت کیا۔ اس گواہ پر باوجود موقع دینے ملزم نے جرح نہ کی اور اس مرحلہ پر شہادت استغاثہ کی تکمیل ہوئی۔ شہادت استغاثہ کی قلمبندی کے بعد مورخہ ۱۹/۸ کو ملزم کا بیان زیر دفعہ ۲۴۲ ض ف قلم بند کیا گیا۔ گواہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ کتاب P۱, P۲ "تاریخ نواب (حقہ اول)" کا وہ مصنف ہے۔ اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس نے کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین نہ کی ہے اور نہ ہی کسی سنی کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ملزم نے مزید بتایا کہ وہ اپنے دیگر بیان میں تفصیلات بابت کتب و مصنفین اہل سنت والجماعت جنہوں نے اصحاب رسول کو کافر و منافق وغیرہ لکھا ہو بتائے گا اور یہ بھی بتائے گا کہ اس کے خلاف مقدمہ کیوں بنایا گیا ہے، تاہم ملزم نے بعد ازاں مورخہ ۳۸ کو بیان کیا کہ وہ زیر دفعہ ۳۴۰ صاف بیان نہ دینا چاہتا ہے۔ اس مرحلہ پر بحث فریقین ساعت کی گئی اور مسل کا بغور مطالعہ

کیا گیا۔ دورانِ بحث ہماری توہج اس امر کی طرف مبذول کرائی گئی کہ دفعہ ۱۹۶ من ف کے تحت دفعہ ۸-۲۹۸ ت پ کی سماعت سے پہلے مرکزی یا صوبائی حکومت یا ان کی طرف سے مجاز اتھارٹی کی نائش فروری تھی جو کہ حاصل نہ کی گئی ہے۔ اس قانونی نکتہ سے ہم اتفاق کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ واقعی سماعت مقدمہ کرنے سے پہلے اس بارہ میں کارروائی کرنی لازمی تھی جو کہ نہ کی گئی ہے۔ ہم اس مرحلہ پر جبکہ مقدمہ ہذا سال ۱۹۸۵ء سے زیرِ سماعت ہے۔ اس بارہ میں تحرک کو تقاضائے انصاف کے خلاف اور نامناسب سمجھتے ہیں صفحہ منسل برآمدہ شہادت اور بیان ملزم سے عیاں ہے کہ کتاب "تاریخ نواصب (حصہ اول) ملزم ہی کی تصنیف ہے اور ملزم نے اس امر کو خود تسلیم کیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب مذکورہ بالا میں حضرت امیر معاویہؓ اور عمرؓ بن العاص اور مغیرہؓ بن شعبہ کو کافر۔ منافق۔ ملعون۔ بدکردار۔ فاسق فاجر اور ظالم وغیرہ کہا ہے تاہم یہ موقف اختیار کیا کہ اس کے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک وہ صحابی نہیں ہے۔ شہادت استغاثہ اور تاریخ اسلام پر لکھی گئی مستند کتب کے مطالعہ سے اس امر کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ صحابی رسولؐ اور کاتبِ وحی تھے۔ اسی طرح عمرؓ بن العاص اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی اصحابِ رسولؐ تھے۔ ملزم کے مذکورہ شخصیتوں کو اصحابِ رسولؐ نہ ماننے سے قطعاً تاریخی واقعات و حالات تبدیل نہ ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مذہب اسلام کے لاکھوں پیروکاران شخصیتوں کو صحابی رسولؐ سمجھتے ہیں اور اس بات کا علم ملزم کو بھی ہے اور ملزم نے جان بوجھ کر ان شخصیتوں کے بارے میں عمداً نازیبا الفاظ استعمال کر کے اہل سنت و الجماعت اور دیگر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ بحالاتِ بالا ہم سمجھتے ہیں کہ استغاثہ اپنے مقدمہ کو بدون شک و شبہ ثابت کرنے میں کامیاب رہا ہے نیز یہ کہ نازیبا الفاظ جن کا ذکر اوپر کیا گیا کہ مذکورہ شخصیتوں کے لیے استعمال کرنے کو بھی ملزم از خود تسلیم کرتا ہے۔ لہذا ہم ملزم کو زیر دفعہ ۸-۲۹۸ ت پ تین سال قید با مشقت کی سزا دیتے ہیں؛ تاہم اس سزا کا اطلاق حسب منشاء زیر دفعہ ۸-۳۸۲ صرف ہوگا۔ حکم سنایا گیا۔ مسل بعد ترتیب تکمیل داخل دفتر ہووے۔ (اسٹنٹ کشر جیٹریٹ لکھوایا گیا۔)

درجہ اول اسلام آباد ۱۵/۸/۸۹

تصدیق کی جاتی ہے کہ حکم ہذا چھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ۱۰-۱۱-۸۹ AC/M/C

کے ہر صفحہ اور ہر درستی پر ہمارے مختصر دستخط ہیں۔

اسٹنٹ کمنڈر مجسٹریٹ درجہ اول اسلام آباد ۸۹-۱۱-۱۵

مولوی عبدالقیوم کے اعتقادات | (اول) نے کتاب کے آخر میں ص ۲۶۲ پر اپنے نام کے

ساتھ "خادم اہل سنت" کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ حالانکہ اس نے اس کتاب میں جو نظریات پیش کیے ہیں وہ مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ غالباً اہل سنت کے الفاظ اس کے عقیدہ تقیہ پر مبنی ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ انبیائے کرام بلکہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تقیہ کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

(۱) ابراہیم علیہ السلام نے تین مقامات پر تقیہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض مقامات پر تقیہ کی بعض انواع پر عمل کیا ہے الخ (ص ۴)

(۲) حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی بنو اسرائیل کی نافرمانی و طغیانی کے سامنے تقیہ کرنا پڑا (ص ۹۵)
(۳) حضرت ابوبکر صدیق سے حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت کے متعلق لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ بیعت تقیہ لوگوں کے متغیر روئے کو دیکھ کر اور محسوس کر کے کی گئی ہے۔ (ص ۹۷)

(۴) مولانا مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نے ایک دوسرے مقام پر تقیہ کو استعمال کیا صفین کے میدان میں جنگ اپنے آخری مرحلوں میں تھی الخ (۹۸)

(۵) امام حسن نے تقیہ کیا۔ بالآخر تقیہ کر کے صلح کر لی۔ (۹۹-۱۰۰)

(۶) ام المومنین حضرت اُم سلمہ معلّمہ تقیہ تھیں۔ (ص ۱۰۳)

(۷) اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت کو علی العموم اور اصحاب کو علی الخصوص تقیہ کی تعلیم دی۔

(۸) امام شافعیؒ "رتقیہ کی وجہ سے حب اہل بیت کو بھی مخفی رکھتے تھے۔ آخر تک اگر کچھ کہنا پڑا۔ (ص ۲۶۲)

(۹) امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ربیع کو خفیہ طور پر کہا کہ چار صحابیوں کی شہادت قبول نہیں کی جاتی اور وہ چار معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ اور زیاد ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ

چاروں دوست اپنی بدکرداری اور عداوت اہل بیت علیہم السلام کی وجہ سے غیر عادل ہیں۔ (ص ۲۶۱)
منقولہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ دل میں جو اعتقاد ہے اس کو مخفی رکھے اور
ظاہراً اس کے خلاف کرے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دل میں حب اہل بیت کو
چھپائے رکھتے تھے لیکن ظاہراً وہ اس کے خلاف کرتے تھے۔ اگر تقیہ کا یہی مفہوم ہے تو ایسا تقیہ
کرنے والے کا مذہب کبھی بھی معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جو بات یا جو فعل کرے گا اس میں تنگی احتمال
رہے گا کہ یہ جو کچھ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے حقیقتاً اس کا مذہب ہے یا اندر اور ہے اور باہر اور۔
اور مولوی عبدالقیوم کی اس ساری کتاب کے بارے میں بھی یہی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس نے جو کچھ
لکھا ہے یہ تقیہ پر مبنی ہے اور اس کے اندر کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

اہل تشیع کا تقیہ | مولوی عبدالقیوم نے تقیہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے یہ شیعہ مذہب
کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امر دہوی لکھتے

میں — "ہمارا عقیدہ ہے کہ تقیہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "تقیہ
میرا اور میرے آباؤ کا دین ہے"۔ تقیہ وہ پیر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا ورنہ اپنے دشمنوں
کے ہاتھوں یہ کب کے برباد اور نیست و نابود ہو گئے ہوتے" (ص ۱۱)

امام جعفر صادقؑ کی طرف منسوب تقیہ کی یہ روایت ادیب اعظم مذکور کی کتاب شافی ترجمہ اصول
کافی جلد دوم باب ۹۰، تقیہ ص ۱۲۳ پر بھی منقول ہے۔

فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفرؑ)

دین چھپانے میں عزت ہے اور ظاہر کرنے میں ذلت | نے اے سلیمان تم اس دین پر

ہو کہ جس نے چھپا پاخذانے اسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا۔

(ایضاً شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم، کتاب الامان والکفر ص ۲۴۵)

ایران کے انقلابی رہنما خمینی نے بھی لکھا ہے کہ: بہر حال نشر علوم

ائمہ نے تقیہ کیا (خمینی) | اسلام و احکام عادل فقہاء کا کام ہے تاکہ واقعی احکام کو غلط

احکام سے اور ائمہ علیہم السلام کی تقیہ والی روایات کو دوسری روایات سے تمیز دیں۔ چونکہ ہمارے
ائمہ علیہم السلام اکثر و بیشتر مواقع میں ایسے حالات کے ساتھ دوچار تھے کہ وہ حکم واقعی بیان نہیں

کر پاتے تھے اور ظالم و جابر حاکموں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے اور انتہائی تقیہ اور خوف کی زندگی بسر فرما رہے تھے اور ان کا خوف مذہب کے لیے تھا نہ کہ اپنی ذوات کے لیے کیونکہ بعض مواقع پر اگر تقیہ نہ کیا جاتا تو خلفائے جور مذہب کی بیخ کنی کرتے۔" (حکومت اسلامی ص ۳)

(۷) اور کبھی حالات ایسے ہوتے کہ امام حقائق کو بیان نہ کر پاتے اور ایک مطلب بیان کرتے اور اس کے بعد اس کے مخالف حکم صادر فرماتے۔ لہذا باب تقیہ پیش آیا اور وہ روایات جو اہل بیت سے صادر ہوئی ہیں بہت سی دوپہلور کھتی ہیں اور ایک دوسرے سے معارض نظر آتی ہیں۔ (ایضاً ص ۳) جب بانی انقلاب ایران خمینی صاحب نے واضح طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ ائمہ اہل بیت تقیہ کرتے تھے اور خوف کی وجہ سے مختلف احکام صادر کرتے تھے جو ایک دوسرے کے خلاف ہوتے تھے تو پھر شیعہ مذہب اور اس کی روایات سے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ ان ائمہ کا اصل عقیدہ اور عمل کیا تھا۔

رسول خدا بھی تبلیغ امامت سے ڈرتے تھے (خمینی) | ائمہ تو ائمہ ہیں یہی خمینی امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم کے متعلق بھی آیت۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے تحت لکھتے ہیں: ازیں آیت بواسطہ ایں قرآن و نقل احادیث کثیرہ معلوم شد کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتو اگر کسے رجوع تواریخ و اخبار کند فہمد کہ ترس پیغمبر بجا بودہ الخ (کشف اسرار ص ۱۶۵)

(ان قرآن و احادیث کثیرہ کی بنا پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) امامت کی تبلیغ (دا اعلان) میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور اگر کوئی شخص تاریخی کتب اور روایات کا مطالعہ کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ پیغمبر کا خوف بجا تھا الخ)

یہ ہے خمینی صاحب کے نزدیک شان رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کہ جو رسول عظیم مکہ میں تبلیغ توحید خداوندی سے نہیں ڈرے (حالانکہ آپ شروع میں تنہا تھے اور قریش مکہ شرک و بت پرستی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ کے دشمن بن گئے تھے) وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امام ہونے کے اعلان سے کیونکر ڈر رہے تھے حالانکہ آپ نے سارے عرب کو فتح کر لیا تھا بیت اللہ

بیت پرستی سے پاک ہو گیا تھا اور ہزار مجاہدین صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور اذاجہ نصر اللہ والفتح وراثت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی بشارت خداوندی آپ کو مل چکی تھی اور شاہانِ روم و ایران بھی آپ کی فتح عظیم کی وجہ سے لرزہ بر اندام تھے۔ اگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی تبلیغ امر خداوندی سے خوف رکھتے تھے تو اور کون مانی کالال ہے جو امر حق کی تبلیغ کا فریضہ ادا کر کے۔ رسالت کے متعلق اس قسم کے نظریات میں کتنے فتنے پنہاں ہیں العیاذ باللہ یہی خمینی صاحب لکھتے ہیں۔ "وان من ضروریات مذہبنا ان لا نمقتا مقاماً امہ کا مقام" لا یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" (الحکومت الاسلامیہ ص ۵۲)؛ اور

ہمارے مذہب (اثنا عشری) کے ضروری عقائد میں سے یہ ہے کہ ہمارے امہ (یعنی بارہ امام) کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس کو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی کریم بھی نہیں پہنچ سکتا۔

یہاں تو خمینی صاحب بارہ اماموں کا مرتبہ انبیاء و رسل اور ملائکہ مقربین سے بڑھا رہے ہیں اور دوسری جگہ ان امہ کی کمزوری یہاں تک بتلاتے ہیں کہ وہ اہل حکومت کے خوف سے کوئی مسئلہ صحیح نہیں بتلاتے تھے اور تقیہ پر عمل کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ان کی عبارت نقل کی جا چکی ہے تو امہ کے متعلق ان دونوں متضاد نظریات میں سے کس نظریے کو کوئی شیعہ اختیار کرے۔ شاید خمینی صاحب نے بھی امہ کا مقام بیان کرنے میں تقیہ سے کام لیا ہو۔ نہ پائے ماند بن نہ پائے رفتن والا معاملہ ہے۔

صاحب آرڈی ننس ۲۹۸۔ الف پہلے نقل کیا جا چکا ہے جس کے تحت مولوی عبدالقیوم علوی کو تین ہفت روزہ رضا کار اور ابو الاعلیٰ مودودی | ہفت روزہ رضا کار اور ابو الاعلیٰ مودودی سال کی قید با مشقت سنائی گئی ہے۔ چونکہ شیعہ کھلم کھلا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ اس لیے شیعوں پر دفعہ الف - ۲۹۸ ماند ہوتی تھی۔ اپنی جارحیت کو چھپانے کے لیے انہوں نے مودودی صاحب کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ شیعہ ہفت روزہ رضا کار لاہور نے اپنے ادارے میں بعنوان "کچھ تین آرڈی ننسوں کے متعلق" لکھا ہے کہ: گذشتہ شمارہ میں ہم نے حکومت کے منظور کردہ تین آرڈی ننسوں کے متعلق شائع کیا تھا۔ ان میں پہلا آرڈی ننس تو زکوٰۃ و عشر کے متعلق ہے۔ دوسرے آرڈی ننس میں ہر فرقہ کے لیے پرسنل لاہ کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اور تیسرے

آرڈیننس میں خلفائے راشدین۔ اہل بیت اور صحابہ کرام کے تقدس کو برقرار رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے ہاں شیعہ صحابہ کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے اور بوقت ضرورت ان پر بحوالہ قرآن و حدیث اور تاریخ ان پر تنقید کرتے ہیں ملحوظ ہے کہ برادرانِ اہل سنت کے نزدیک بھی صحابہ کرام تنقید سے بالاتر نہیں ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے جدید سنی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب "خلافت و ملکیت" میں جا بجا صحابہ پر تنقید فرمائی ہے اور یہ کتاب آج بھی کھلے بندوں بازار میں فروخت ہو رہی ہے۔" (رضا کار ۸/۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۰۱/۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ء)

"رضا کار دالے تو مودودی صاحب کو سنی جدید علماء میں شمار کر رہے ہیں لیکن ہم ان کو ایسا تسلیم نہیں کرتے۔ مودودی صاحب تو سنی اور اہلسنت کی اصطلاح کو ہی ناقص قرار دیتے ہیں اور اس شخص کو خالص مسلمان مانتے ہیں جو سنی یا شیعہ لیبیل کو اتار کر پھینک دے۔ چنانچہ انہوں نے ایک سائل کے جواب میں لکھا ہے:

”دستور جماعت اسلامی کے پرے مطالبات کو تسلیم کر لینے اور ان پر عمل پیرا ہوجانے کے بعد کوئی شخص شیعہ رہ ہی کہاں سکتا ہے۔ وہ تو پھر ویسا ہی خالص مسلمان ہوگا جیسے اس دستور کو تسلیم کرنے والے دوسرے اراکین ہیں اور یہ کچھ شیعوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس عقیدے کو ٹھیک ٹھاک سمجھ کر قبول کرے جس کی تشریح ہمارے دستور میں کی گئی ہے اس کے اوپر سے تمام فرقی لیبیل آپ سے آپ اتر جاتے ہیں اور وہ برا مسلمان رہ جاتا ہے۔“

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۴۵ء، ص ۲۷۸)

مودودی صاحب کی مذکورہ عبارت میں نے "مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی" صفحہ ۹ پر بھی نقل کر دی ہے اور ان سے سوال کیا ہے کہ "فرمائیے! اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اہل سنت و الجماعت مسلمان ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس اسلام کو مانتا ہے جو نبی کریم رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامعہ اور حضور کی جماعت مقدسہ (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ثابت ہے تو اس میں کونسی مذہب فرقہ واریت پائی جاتی ہے اور اہل سنت و الجماعت ہونے کا عظیم ایمانی لیبیل کیوں آپ کے نزدیک محل اعتراض ہے جس کو آپ اپنا رازدار بنانے کے بعد اتر دانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

امت کے مذہبی افتراق و انتشار میں جو مابہ الامتیار نشان جنتی ہونے کا بتلایا ہے و مَا اَنَا عَلِيْہِ
 واصحابی کا ہے۔ یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو میرے
 اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے اور اہل السنۃ والجماعت کی اصطلاح اسی ارشاد نبوی سے
 ماخوذ ہے۔ فرمائیے اس پر آپ کو شرعاً کیا اعتراض ہے۔ اہل السنۃ والجماعت کا ہونا تو تفرقوں کو
 بٹا کر ایک شاہراہ جنت پر چلنے اور چلانے کا نام ہے اور یہی سواد اعظم کا مسلک ہے۔ اس کے
 خلاف جو کچھ بھی ہے وہ مذموم اور قبیح فرقہ داریت ہے اور آپ نے خود اس حقیقت کو بعنوان
 ”سواد اعظم کی حالت“ اس طرح واضح کیا ہے کہ: ان متحارب اور متشدد گروہوں کے درمیان (یعنی
 شیعہ۔ خوارج اور معتزلہ وغیرہ جن کا ذکر آپ نے پہلے کر دیا ہے) مسلمانوں کا سواد اعظم اپنے خیالات
 میں اپنی نظریات اور اصولوں پر قائم تھا جو خلفائے راشدین کے زمانہ سے مسلم چلے آ رہے تھے اور
 جنہیں جمہور صحابہ و تابعین اور عامہ مسلمین ابتدا سے اسلامی اصول و نظریات سمجھتے تھے مسلمانوں
 کی مشکل ۸-۱۰ فی صد آبادی اس تفرقہ سے متاثر ہوتی تھی باقی سب لوگ مسلک جمہوری پر قائم تھے۔
 (خلافت و ملوکیت طبع اول ص ۲۲)

(۲) مودودی صاحب کی مذکورہ زیر بحث ترجمان القرآن کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ
 مودودی صاحب کے نزدیک خالص مسلمان صرف وہی ہے جو ان کے دستور جماعت کو اس
 کی تشریح کے ساتھ مان لے ورنہ کوئی کتنا ہی متقی اور مخلص مسلمان ہو اس کے بغیر وہ ناقص مسلمان
 ہی رہتا ہے۔ تو مودودی دستور جماعت بھی گویا کہ امت مسلمہ کے لیے معیار حق بن گیا۔ انا للہ وانا الیہ
 راجعون
 لفظ تہنید کا ہے لیکن اس کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے۔ بطور نمونہ
 شیعہ تنقید کا نمونہ | شیعہ مصنفین کی بعض عبارات حسب ذیل ہیں:

(۱) شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودھا لکھتے ہیں

در اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلے میں جو کچھ نزاع
 ہے وہ حضرات اصحاب ثلاثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کے
 بائے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے
 ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے ہی دامن جانتے ہیں۔“

(تجلیات صداقت طبع اول ص ۲۱ ناشر انجمن حیدری کلوال طبع دوم ص ۲۱۶)

ناشر مکتبۃ السبطین، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا)

(۲) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی مجتہد لکھتے ہیں،

”باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہے۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کیا

کیا ہے مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور۔“

(ایضاً تجلیات طبع اول ص ۲۴ طبع دوم ص ۵۵)

(۳) پاکستان کے ایک اور شیعہ مفسر مولوی حسین بخش جاوڑا مصنف تفسیر انوار النجف نے ایک فرضی مناظرہ

بغداد کی روڈاد میں لکھا ہے

بیشک شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ (ثلثہ) دل و جان سے مومن نہیں تھے۔ البتہ ظاہراً

زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔

(۴) شیعہ مصنف مولوی غلام حسین نجفی نے لکھا ہے کہ۔ جناب عمر شراب ہونے کے بعد بھی

شراب پیتے رہے۔ (سہم مسموم ص ۴۲)

(۵) جناب عمر کا موجودہ قرآن پر ایمان نہ تھا۔ (ایضاً ص ۴۲۹)

(۶) جناب عمر بہت کم کاتالا ہے۔ (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیسٹ ہوتا) (ایضاً ص ۴۳)

(۷) یہی غلام نجفی لکھتا ہے۔ جناب ابوبکرؓ اور مرزا صاحب (یعنی قادیانی دجال) میں کوئی فرق

نہیں کیونکہ دونوں کو دنیا نے مصفٰی امامت دیا ہے۔ اگر بندوں کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو

مانو۔ فرق کرنا بے انصافی ہے اور ہم اہل تشیع نے دونوں کو ٹھکرا دیا ہے۔ (جاگیر مذک ص ۵۹)

(۸) یہی نجفی مصنف لکھتا ہے۔ مکہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاکؐ نے اپنی ہم عمر

بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ ننھی اماں بی سے

اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچائی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۶۴)

(۹) ایک خراب کی روایت پیش کرتے ہوئے یہی مصنف لکھتا ہے۔ بی بی عائشہ کوئی امر مبین

یا یورپین لوڈی تو نہیں تھی کہ بہت دُور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا۔

(ایضاً ص ۶۴)

خلفائے ثلاثہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے (شیعہ ترجمہ قرآن) | پارہ ۱۰۶ - سورۃ النور
آیت ۱۰۶ - یَوْمَ

تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ (جس دن بعض چہرے سفید و نورانی ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہوں گے) اس آیت کی تفسیر میں مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے لکھا ہے کہ تفسیر قمی میں حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی توجہاً رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی۔ ان میں سے چار کے تحت تو مجھ کے پیاء سے جہنم میں بھیج دیے جائیں گے اور پانچویں (یعنی حضرت علی) کے سیر و سیراب حنت میں داخل کیے جائیں گے۔ (پوری حدیث ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں)

سورۃ آل عمران رکوع (۱۱) مولوی مقبول احمد دہلوی کا ضمیمہ قرآن علیحدہ کتابی شکل میں چھپا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۸ پر مذکورہ روایت کے تحت لکھا ہے کہ: ان پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس امت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا۔ اس میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کروں گا۔ تم نے میرے بعد ان دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر (یعنی کتاب خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور رما ثقل اصغر (یعنی اہل بیت رسول) ان سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرت فرماتے ہیں میں ان سے یہ کہوں گا کہ تمہارے منہ کالے ہوں۔ تم جہنم میں مجھ کے پیاء سے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے سوال کروں گا۔ تو میں ان سے کہوں گا کہ تمہارا بھی منہ کالا ہو۔ تم بھی جہنم میں مجھ کے پیاء سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امت کے سامری (عثمان) کا آئے گا۔ ان سے بھی وہی سوال کروں گا۔ تو میں ان سے کہوں گا تمہارا بھی منہ کالا ہو جہنم میں پیاء سے چلے جاؤ۔ ملحوظ رہے کہ مولوی مقبول احمد دہلوی کے اس ترجمہ اور تفسیر پر اس وقت کے بڑے بڑے شیعہ مجتہدین کی تصدیقات درج ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین (امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین) کے بارے میں اس عقیدے پر علماء امامیہ کا اجماع ہے کہ العیاذ باللہ وہ جہنمی ہیں اور انہوں نے قرآن میں تحریف کر دی تھی۔ اس روایت

سے یہ بھی واضح ہو کہ شیعوں کے نزدیک قرآن محرف ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے اس میں تبدیلی کر دی ہے۔ پاکستان کے موجودہ شیعہ علماء و مجتہدین بھی تحریف قرآن کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو میرا کتابچہ "سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ"۔ یہاں بخوبی طوالت وہ عبارتیں درج نہیں کی گئیں۔

(۲) یہی روایت شیعہ مفسر مولیٰ امداد حسین کاظمی نے بھی اپنے ترجمہ قرآن تفسیر المتیقن میں درج کی ہے لیکن انہوں نے تو سین میں خلفائے ثلاثہ کے نام نہیں لکھے۔ المتیقن کا اشتہار عموماً شیعہ سائل میں شائع ہوتا رہتا ہے۔

عام طور پر شیعہ اتحاد المسلمین کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں اور ایران کے خمینی نے تو سنی شیعہ اتحاد کو اپنا خاص مشن قرار دیا تھا۔ لیکن کیا اہل عقل و انصاف شیعہ مصنفین کی مذکورہ عبارتوں کے مطالعہ کے بعد خود ہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کیا اہل سنت و اہل تشیع کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ شیعوں نے اتحاد کے لیے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ گنجائش بھی نہیں چھوڑی۔ شیعہ تحریف قرآن کے بھی قائل ہوں اور پہلے تین خلفائے راشدین کو اور ان کی خلافت راشدہ ماننے والوں کو بھی غیر مؤمن اور منافق قرار دیتے رہیں، ان کا کلمہ اور ان کی اذان بھی امت مسلمہ سے جدا ہو اور پھر کسی غیرت مند سنی سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ان سے اتحاد کر لے گا! اس خیال است و محال است و جنوں۔ یہاں تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

پروفیسر طاہر القادری صاحب نے پہلے ادارہ منہاج القرآن پر دینسٹر طاہر قادری کی سیاست بنایا پھر سیاسی میدان میں اترے تو "پاکستان عوامی تحریک"

کے نام سے ایک جماعت بنائی جس میں نہ اسلام کا لفظ ہے نہ قرآن کا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد محض دنیوی سیاست کا کھیل ہے نہ کہ کسی دینی بنیاد پر کسی جماعت کو منظم کرنا۔ اس جماعت میں گویا کہ ہر مذہب اور ہر فکر کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں خواہ وہ قرآن اور اسلام ہی کے سرے سے منکر ہوں۔ اب انہوں نے ایمر مارشل اصغر خان کی تحریک استعلا اور مولوی ساجد نقوی کی

تریک نافذ فقہ جعفریہ کے ساتھ اشتراک کر لیا ہے۔ چنانچہ اخبارات میں ان تینوں لیڈروں کی مشترکہ پریس کانفرنس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے۔ پروفیسر طاہر القادری کے متعلق لکھا ہے کہ: پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ نے اپنے بیان میں کہا کہ پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا معرکہ ہے کہ تین بڑی جماعتوں کا اشتراک سامنے آیا ہے۔ ان کے مطابق ہم ملک میں قرآن و سنت کی مکمل حکمرانی نافذ کریں گے۔ ان کے مطابق چونکہ اس وقت ملک میں مکمل اسلامی قوانین نافذ نہیں ہیں ہم پاکستان کو کسی ایک حنفی مذہب کی مملکت نہیں بنائیں گے بلکہ اس میں سب مکاتب فکر کی رائے شامل ہوگی۔ ان کے مطابق اس وقت پبلک اور پرنسپل لار میں ۸۰ فی صد سے زائد مشترک نکات ہیں۔ چند اختلافات پرنسپل لار میں ہیں اور ان میں بھی اختلافات دو سے تین فی صد سے زائد نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پبلک لار اور پرنسپل لار کی ڈویژن نہیں کر رہے اس لیے کہ ہمارے ملک میں صرف سنی ہی نہیں اہل تشیع اور اہل حدیث بھی رہتے ہیں۔ اس حوالے سے ہم فقہ جعفریہ کو بھی قرآن و سنت کے مطابق تمام آزادی اور حقوق دیں گے۔ ان کے مطابق ہم پاکستان میں قرآن و سنت کے مطابق فقہ حنفی کے نفاذ کے حامی ہیں؛ تاہم کچھ نکات فقہ جعفریہ پر نافذ نہیں ہوں گے کیونکہ اسلام عددی اقلیت کو بھی بڑی اہمیت دیتا ہے الخ۔ پریس کانفرنس میں اس ۱۹ نکاتی پروگرام کا بھی اعلان کیا گیا ہے جس پر یہ تینوں پارٹیاں متفق ہیں۔ ان نکات میں نمبر (۱) یہ ہے کہ: ملک میں قرآن و سنت کی مکمل حکمرانی (۲) ہر سطح پر سامراجی تسلط کا خاتمہ الخ۔

ہمیں دوسرے نکات سے بحث کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا سوال پروفیسر طاہر القادری تبصرہ سے یہ ہے کہ کیا آپ قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین (امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ) کے نظام حکومت کو صحیح معیاری نظام حکومت تسلیم کرتے ہیں؟ اگر نہیں تسلیم کرتے تو آپ کا عقیدہ جمہور اہل سنت کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہے اور اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو پھر تحریک نافذ فقہ جعفریہ کے ساتھ اشتراک ناجائز ہے کیونکہ شیعہ عقیدہ کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تین خلفائے راشدین کی حکومتیں برحق نہیں تھیں اور العیاذ باللہ وہ خلفاء حضرت علی المرتضیٰ کے حق خلافت کے غاصب تھے۔ انہوں نے اہل بیت پر نظام کیے اور یہی وجہ ہے کہ عقیدہ امامت کی بنا پر شیعہ خلفائے ثلاثہ کو مومن بھی نہیں

تسلیم کرتے کیونکہ ان کے ہاں امامت نبوت سے بالاتر مرتبہ ہے جیسا کہ شیعہ رئیس المجتہدین باقر مجلسی نے
حیات القلوب میں تصریح کی ہے کہ : امامت بالاتر از پیغمبری است ۔

(حیات القلوب جلد سوم ص ۲ مطبوعہ طہران ۱۳۸۸ھ)

امامت شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک توحید و رسالت اور قیامت کی طرح اصول دین میں سے
ہے اور جس طرح توحید و رسالت اور قیامت کا منکر کافر ہے اسی طرح ان کے نزدیک امامت
کا منکر بھی کافر ہے ۔ اسی عقیدہ امامت کی بنا پر باقر مجلسی نے جلاء العیون وغیرہ تصانیف میں حضرت
عذیق اکبرؑ اور حضرت فاروق اعظمؑ کو کافر قرار دیا ہے ۔ العیاذ باللہ ۔ اور اسی بنا پر پاکستان میں شیعہ
مصنفین خلفائے ثلاثہ کو اور اہمات المؤمنین میں سے خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہؓ کو غیر مؤمن
اور منافق قرار دیتے ہیں ۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں پاکستان کے شیعہ مصنفین کی تصریحات بطور نمونہ نقل
کر دی گئی ہیں ۔ وہ خلفائے ثلاثہ کو العیاذ باللہ قرآن میں تحریف کرنے والا ، اہل بیت پر ظلم کرنے والا
قرار دے کر جہنمی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ مولوی مقبول دہلوی کے ضمیمہ قرآن کی عبارت پہلے پیش کی جا چکی ،
یہ بھی ملحوظ ہے کہ دورِ حاضر کے شیعہ از روئے تہقیر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلفائے ثلاثہ کو مسلمان مانتے
ہیں حالانکہ ان کے مزعومہ عقیدہ امامت کا منکر مثل منکر توحید و رسالت کے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے ۔
ان شیعہ عقائد کے باوجود قادری صاحب نے کس اسلامی بنیاد پر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو قرآن و سنت
کے نظام حکومت کے لیے اپنے ساتھ ملا یا ہے ۔ ان کا تو کلمہ ایمان ہی ساری امت کے اجماعی
کلمہ سلام و ایمان سے علیحدہ ہے جس میں وہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر کے
خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کی علی الاطلاق نفی کرتے ہیں ۔ ان کا عقیدہ امامت عقیدہ ختم نبوت
کے بھی منافی ہے ۔ پروفیسر صاحب موصوف شیعہ فرقہ امامیہ کے ساتھ اشتراک کر کے کس قرآن اور
کس سنت کا نظام جاری کریں گے جبکہ قرآن اور سنت کے بارے میں ان کا عقیدہ اہل سنت و الجماعت
کے خلاف ہے ۔ ایسا لگتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری صاحب کو شیعیت سے کچھ پہلے سے ہی ناہت ہے ۔

ادارہ منہاج القرآن کے تعلق وہ پہلے یہ بیان دے

چکے ہیں کہ : ”ہم اے ممبران میں دیوبندی ، اہل حدیث

طاہر القادری اور شیعہ

اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے ؟ (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

موت خمینی پر تعزیتی تقریر | پروفیسر صاحب موصوف نے خمینی کی موت پر ایک تعزیتی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

”آیت اللہ خمینی نے حضرت علیؑ کی سی زندگی گزاری اور حضرت امام حسینؑ کی طرح دنیا سے رخصت ہوئے۔ امام خمینی خود تو زمین کے پیٹ میں چلے گئے مگر زمین کی میٹھی پر چلنے والے لاکھوں انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھا گئے۔“

ان خیالات کا اظہار انہوں نے گذشتہ روز امام خمینی کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ایڈیشن ۸ جون ۱۹۸۹ء، ہفت روزہ شیعہ لاہور۔ ۱۶ جون ۱۹۸۹ء)۔

حالانکہ خمینی صاحب کی صحابہ دشمنی ان کی کتاب ”کشف الاسرار“ اور ”الحکومت الاسلامیہ“ سے پوری طرح عیاں ہے۔ تفصیلات کے لیے مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید فیضیہ کی تحقیقی کتاب ”ایرانی انقلاب“ قابل مطالعہ ہے۔ خمینی کے بعض عقائد بندہ نے اپنی کتاب ”سیاں طفیل محمد کی ذبحوت اتحاد کا جائزہ“ میں درج کر دیے ہیں اور انشاء اللہ خمینی کے ”وصیت نامہ“ کے بعض اقتباسات ماہنامہ ”حق چار یار“ کے آئندہ شمارہ میں ”موت خمینی“ قسط دوم میں بھی درج کر دیے جائیں گے۔ بہر حال ایران کے خمینی صاحب کے متعلق ایسی تعزیتی تقریریں قادی صاحب موصوف نے جو کچھ فرمایا اس سے ان کے دینی مسلک کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ طریقت میں سلاسل اربعہ (چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی) ہیں سے وہ قادری سلسلہ کے ساتھ اپنے کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ امام طریقت حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اپنی تصنیف ”غنیۃ الطالبین“ میں شیعیت اور اس کے متعدد فرقوں کے مفصل حالات لکھ دیے ہیں اور واضح طور پر اہل سنت والجماعت کو ناجی فرقہ قرار دیا ہے اور جماعت صحابہ اور خلفائے راشدین کے مناقب و فضائل بیان فرما دیے ہیں لیکن پروفیسر صاحب موصوف کا عقیدہ اور عمل حضرت جیلانی قدس سرہ کے خلاف ہے۔ طاہر القادری صاحب اپنے آپ کو مجتہدین کی صف میں بھی شامل کرتے ہیں اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے اجماع کے خلاف عورت کی دیت کے مسئلہ میں فتنہ انگیز بیان دیا تھا جس کی وجہ سے ان کے ہم مسلک بعض بریلوی علما بھی ان کے سخت مخالف ہو گئے تھے اور اب تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے اشتراک کر کے انہوں نے

اپنا راستہ جدا کر لیا ہے

ظ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا واللہ الہادک

گستاخ صحابہ مولوی عبدالقیوم علوی کی کتاب "تاریخ نواب" صحابہ آرڈینیٹنس اور مودودی | حصہ اول کی بنا پر صحابہ آرڈینیٹنس دفعہ ۲۹۸ - الف کے

تحت اس کو تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی ہے۔ عبدالقیوم نے جو کچھ لکھا ہے وہ رافضیت ہی کی ایک شکل ہے۔ ان غالیانہ عقائد کی جڑ ایک تنقیدی فتنہ ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہاء اور سارے فتنے اس کی پیٹ میں ہیں۔ مودودی صاحب کی کتابوں میں جس طرح صحابہ کرام پر تنقید کی گئی ہے وہ بھی صحابہ آرڈینیٹنس کی زد میں آتے ہیں لیکن لفظ تنقید کو مودودی صاحب اپنے لیے ڈھال بناتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم صحابہ کرام کی توہین نہیں کرتے بلکہ تنقید کرتے ہیں اور صحابہ پر تنقید کرنا ہمارا مذہبی حق ہے کیونکہ صحابہ نہ معیار حق ہیں نہ ہماری تنقید سے بالاتر شخصیتیں ہیں اور اس تنقیدی حق کو مودودی صاحب نے محض انفرادی حیثیت سے اختیار نہیں کیا بلکہ مودودی جماعت اسلامی کے دستور میں اس تنقیدی حق کو بطور ایک اسلامی عقیدہ کے شامل کر لیا گیا ہے۔

دستور جماعت اسلامی اور تنقید | دستور جماعت اسلامی کی دفعہ ۳ کے دوسرے جز کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔ (دستور جماعت اسلامی طبع ہفتم ص ۱۲) مودودی جماعت اسلامی کے ہر رکن کے لیے دستور جماعت کو اسی تشریح کے ساتھ بطور عقیدہ کے ماننا لازمی ہے۔ چنانچہ دفعہ ۶ کے تحت لکھا ہے کہ:

ہر عاقل و بالغ شخص (خواہ وہ عورت ہو یا مرد اور خواہ وہ کسی ذات، برادری یا نسل سے تعلق رکھتا ہو) اس جماعت کا رکن بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ (۱) جماعت کے عقیدے کو اس کی تشریح کے ساتھ سمجھ لینے کے بعد شہادت دے کہ یہی اس کا عقیدہ ہے۔

(دستور ص ۱۱)

اور فارم رکنیت میں بھی یہی لکھا ہے کہ:

میں اللہ رب العالمین کو گواہ کر کے اقرار کرتا ہوں کہ (۱) میں نے جماعت اسلامی پاکستان کے عقیدہ کو اس تشریح کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لیا ہے جو دستور جماعت اسلامی پاکستان کی دفعہ ۳ میں مذکور ہے الخ (ایضاً دستور ص ۱۰۳ طبع ہفتم اکتوبر ۱۹۶۸ء)

مودودی دستور کی مذکورہ دفعہ ۳ نمبر ۶ کا عقیدہ مسلمانان اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ بھی مابعد کی امت کے لیے معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔ تنقید کا معنی کسی چیز کو پرکھنا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ ہمارے پرکھنے کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خود پرکھ کر اپنی رضامندی اور جنتی ہونے کی سند عطا فرمادی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے کے لیے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ علاوہ ازیں مودودیت کو سمجھنے کے لیے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کی کتاب "علمائے حق کے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" اور فخر المحدثین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری ثم لدنی قدس سرہ کی کتاب "فتنہ مودودیت" کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ بندہ کی کتاب "مودودی مذہب" اور "علمی محاسبہ بجا اب علمی مجازہ" بھی انشاء اللہ مودودی فتنہ کو سمجھنے کے لیے مفید ہے۔ واللہ المادی۔

دستور جماعت کی دفعہ ۳ نمبر ۶ کو مودودی صاحب نے جس طرح استعمال کیا ہے اس کی جھلک ان کی کتاب "خلافت و ملکیت" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بطور نمونہ حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ قطعاً جنتی ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور مودودی | آپ اصحاب بدر میں حسب ارشاد نبوی شامل ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنگ بدر کے ایام میں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی تیاری کے لیے مدینہ منورہ چھوڑ آئے تھے اور آپ کو پھر دوسرے بدری صحابہؓ کی طرح مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ بیعت رضوان والوں میں شامل ہیں بلکہ آپ کی شہادت کی اطلاع کی بنا پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے جنگ کرنے کے لیے حدیبیہ میں چودہ سو صحابہ کرامؓ

سے بیعت لی تھی جس کو حق تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کی بشارت دی تھی اور غائبانہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بھی اس بیعت میں شامل فرمایا تھا۔ حضرت عثمان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ راشد ہیں لیکن ان مخصوص فضائل و مناقب کے باوجود ابوان علی مودودی صاحب بانی دایرہ جماعت اسلامی آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

"لیکن اُن (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے بعد جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے الخ (خلافت و ملوکیت طبع اول ص ۱۶)

(۲) اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں جو بڑے دُور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کیے رکھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آ رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ایلہ سے ہمدوم تک اور البحریرہ سے ساحل بحر ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانہ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اس صوبے پر برقرار رکھا الخ دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکریٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی الخ (خلافت و ملوکیت طبع اول ص ۱۵)

حضرت عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مرکزی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز کہنا یہ مودودی صاحب کی ظالمانہ تنقید اور ناپاک جہارت ہے۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد ہیں۔ یعنی ان کو حق تعالیٰ نے بطور اقتضاء انصاف اپنے قرآنی وعدہ کے تحت منصب خلافت عطا فرمایا ہے۔ کیا ایسے خلیفہ راشد کی پالیسی بھی خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دی جاسکتی ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مودودی صاحب کے دُورِ امارت میں ان کی جماعتی پالیسی خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئی ہے تو کیا کوئی مودودی صاحب کا عقیدت مند اس کو برداشت کر لے گا؟ پھر

ڈر چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مذکورہ عبارت حضرت معاویہؓ کے خلاف ایک بنیاد تھی۔
 حضرت معاویہ اور مودودی آگے چل کر مودودی صاحب نے اپنا بغض و عناد کھل کر ہی

کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود
 اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم
 کی بوجھ کر کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبویؐ میں منبر رسولؐ پر عین روضہ نبویؐ کے سامنے
 حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے
 قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس
 کو گالیاں دنیا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر
 جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل
 تھا۔ — مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی الخ
 (ایضاً خلافت و ملوکیت ص ۱۶۴)

مودودی صاحب نے جن روایات کی بنا پر حضرت معاویہؓ کے خلاف اپنا غصہ نکالا ہے اس کا
 جواب حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (دارالعلوم کراچی) جسٹس دفاقی شرعی عدالت پاکستان نے
 مدلل اور مفصل طور پر اپنی کتاب "حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق میں دے دیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔
 یہاں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ کوئی صحابی منبر رسولؐ پر اور خطبہ جمعہ میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ
 توڑے ہیں کسی مسلمان پر بھی سب و شتم کی بوجھ کر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی صحابی جان بوجھ کر کتاب و سنت
 کے صریح احکام کی مخالفت کرتا ہے۔ حضرت معاویہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ کاتب وحی ہیں حمزہ للعالمین
 صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔ اللھم اجعلہ ہادیا و مہدیاً (ترمذی شریف) اے اللہ تو ان
 کو ہادی اور مہدی بنا دے) ان کی طرف اس قسم کے افعال کی نسبت کرنا شرف صحابیت کی توہین ہے اور مودودی
 صاحب مذکورہ تنقیدی عبارتوں کے باوجود یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ: البتہ واقعات کے بیان میں یہ احتیاط ملحوظ
 رہنی چاہیے کہ بات کو صرف بیان واقعہ تک محدود رکھا جائے اور کسی صحابی کی بحیثیت مجموعی تنقید نہ ہونے پائے۔

(۳۵)

قارئین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مذکورہ عبارات میں مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ کی نقیصہ بکرتہا میں کی ہے یا نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایران کے خمینی نے اپنی کتاب "کشف اسرار" میں صحابہ کرامؓ کی اکثریت کو منافق
خمینی اور مودودی اور دنیا پرست قرار دیا ہے اور خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فادق اعظمؓ

کو چنانچہ کتاب میں عنوان ہی یہی ہے کہ:

مناہفتائے ابوبکر بالغص قرآن (کشف اسرار ص ۱۳۹)

اور مخالفت عمر باقرآن خدا (ص ۱۴۰)

شیعوں کے امام خمینی صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کی توکل کو مخالفت کرتے ہیں لیکن
 ابوالاعلیٰ مودودی کو عالم اسلام کا قائد گردانتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب کی وفات پر یہ تعزیتی
 پیغام بھیجا تھا کہ:

"دستیہ مودودی صرف پاکستان میں ہی نہیں پورے عالم اسلام کے قائد تھے۔ ان کے
 اسلامی فکر نے اسلامی دنیا میں اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کر دی۔ ان کی اس کوشش
 کے نتیجے میں ان شاء اللہ دنیا بھر میں اسی طرح اسلامی انقلاب برپا ہو کر رہے گا جس طرح
 ایران میں اسلام کو غلبہ نصیب ہوا ہے۔ ان کا انتقال دنیائے اسلام کا عظیم نقصان
 ہے۔ ان کے منہ کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔"

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

علاوہ ازیں مودودی صاحب کی زندگی میں خمینی صاحب نے انقلاب ایران کے بعد اپنے دو
 خصوصی نمائندے مودودی صاحب کے پاس بھیجے تھے جن کا استقبال ایئرپورٹ پر امامیہ
 سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور اسلامی جمعیت طلبہ نے کیا تھا۔ ان کو جلوس کی شکل میں مودودی صاحب
 کی کوٹھی پر اچھیرہ (لاہور) میں لایا گیا۔ اس جلوس میں مودودی خمینی بھائی بھائی کے نعرے لگائے
 گئے اور درود بر خمینی کی صدا گونجتی رہی۔ (ملاحظہ ہو مودودی جماعت کا ہفت روزہ "ایشیا لائبر")

۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء

اب ہفت روزہ تکبیر (کراچی) کے جناب صلاح الدین احمد ہی اس مہمت کو حل کریں کہ غنی صاحب جو اصحاب و خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفت قرآن کی بہتان تراشی کرتے تھے ان کو ابوالاعلیٰ صاحب سے محبت کیوں تھی اور کس بنیاد پر ان کو عالم اسلام کا قائد قرار دیتے تھے؟
الْمَنْ مِّنْكُمْ رَجُلٌ وَرَّشِيدٌ

خادم اہل سنت منظر حسین غفرلہ
یکم رجب ۱۴۱۰ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء

حق چار یار^{رض}

حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دیر معنی کتاب ہدایت

چار کے اعداد سے بس حق تعالیٰ کو ہے پیار
جسم کی ترکیب ہے اربع عناصر سے ہوئی
عرش سے نازل ہوئیں چاروں کتابیں و تورات
ہیں فرشتے بھی مقرب چار جو مشہور ہیں
حجۃ اللہ میں نیچے چاروں مصلے ہیں ضرور
اربعہ مناسبہ پڑھتے ہیں طفلان سکول
چار پائے تخت کے دوتے ہیں بے شک و توتو
چار کے اعداد میں لاریب منظور خدا
فاطمہ حسنینؑ اور حضرت علیؑ المرتضیٰ

ہیں حبیب کربا کے برگزیدہ یار چار
ہوتے ہیں ہر اک مکان کے دکھ و دوار چار
ہیں اولو الحسنہ انبیاء ایزد غفار چار
ہیں مذاہب بھی یہی مقبول بے انکار چار
خالو اے بھی طریقت کے ہیں پیرانوار چار
اور مریع شکل کے اضلاع بھی ہیں چار چار
اور جوارح بھی ہر اک انسان کے ہیں چار چار
بالیقیں ہے دوزخی کرتا ہے جو انکار چار
تھے یہ خویشان نبی امیر مزار چار

ہیں چراغ و مسجد و محراب و منبر لے دیر

ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و جیدؓ یار چار

لے زبرد تورات۔ انجیل۔ تورات

لے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(یہ حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ ہیں)

لے جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ، عزرائیلؑ

لے جتییؑ، نقشبندیؑ، قادریؑ، سہروردیؑ

(ماخوذ از کتاب ہدایت)

اشاعتِ سلام کے لیے

امام الخلفاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی مالی خدمات

پروفیسر حافظ عبدالمجید - چکوال

حضور اقدس علی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ عتیقی ہیں لیکن جن صحابہؓ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا، اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ افضل ہیں ان صحابہؓ سے جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

برابر نہیں ہے تم میں سے وہ شخص جس نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ یہ لوگ بہت بڑے درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور سب کے لیے دعوہ

لَا يَسْتَوِي مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَلَا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۝

(سورۃ المائدہ آیت ۱۰)

کیا ہے اللہ نے اچھائی کا (یعنی جنت کا)

اس آیت کی رو سے جس شخص نے فتح مکہ سے پہلے جتنا زیادہ مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا وہ اتنا ہی زیادہ افضل ہے اور تمام صحابہؓ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی مالی خدمات سب سے نمایاں اور ممتاز ہیں اور انفاقِ مال میں حضرت صدیق اکبرؓ کو تمام صحابہؓ پر سبقت حاصل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ امام بغویؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

ان هذه الآية نزلت في ابوبكر الصديق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

رضی اللہ عنہ فانہ اقل من اسلم | حق میں نازل ہوئی کیونکہ سب سے پہلے وہی سلام
واقل من انفق

(ازالۃ الخفاء مترجم ج ۱۸)

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ تمام صحابہ جنتی ہیں۔

علامہ تشارینیؒ نے جامع الانوار المیہ شرح الدرۃ المفیئۃ میں امام ابن

امام ابن حزمؒ کا قول | حزمؒ کا قول نقل کیا ہے۔ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

الصحابۃ کلہم من اهل الجنة | تمام صحابہ قطعی طور پر اہل جنت میں
قطعاً سے ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا یتوی منکم من انفق من | برابر نہیں ہے تم میں سے جس نے خرچ کیا فتح سے
قبل الفتح وقاتل۔ اولئک اعظم | پہلے اور قتال کیا۔ وہ لوگ زیادہ بڑے دجے والے
درجۃ من الذین انفقوا من بعد | ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا
وقاتلوا ولا وعد اللہ الحسنی | اور قتال کیا اور سب سے وعدہ کیا اللہ نے اچھل
حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲۱۸)

جب حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے ان کے پاس چالیس ہزار دنیا ریادرم تھے۔ وہ سب آپ
نے حضورؐ پر خرچ کر دیے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶، ۲۸۷، ازالۃ الخفاء مترجم ج ۱ ص ۱۸۳)

حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول | کے متعلق فرماتے ہیں:

”حضرت صدیقؓ اس واسطے افضل ہیں کہ ایمان میں سب سے پہلے سبقت
لے جانے والے اور سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدمت لائقہ میں اپنے
مال و جان کو بکثرت خرچ کیا ہے۔ اس واسطے آپ کی شان میں نازل ہوا ہے

لا یتوی منکم من انفق الم

نیز فرماتے ہیں:

”چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس دولت اعلیٰ کے مالک حضرت صدیق ہی میں جو دین کی تائید اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور فساد کے دفع کرنے کے لیے رٹائی کرنے اور مال و جان کے خرچ کرنے اور اپنی عزت و جاہ کی پرواہ میں نہ کرنے میں تمام سابقین سے اور بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لیے دوسروں سے افضلیت ان ہی کی مسلم ہوئی۔“

(ترجمہ مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۹۹)

غلاموں کا آزاد کرانا | حضرت ابوبکرؓ کے انفاق مال کی فہرست میں سب سے اولین نفاق یہ ہے کہ آپؓ نے کئی ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا کہ جن کو ان کے مالک اسلام قبول کرنے کی پاداش میں طرح طرح کی اذیتیں دے رہے تھے۔

ان ابا بکر اعتق سبعة کلھو | حضرت ابوبکرؓ نے سات ایسے غلاموں کو
يعذب في الله | خرید کر آزاد کیا کہ جن سب کو اللہ کے دین کے
(تاریخ الخلفاء ص ۳۰)

ان غلاموں کے نام یہ ہیں۔ بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، ہندیرہؓ، ہندیہؓ کی بیٹیؓ اور زینرہؓ۔ ام عیسیٰؓ اور بنی مول کی باندیؓ۔ (ازالۃ الخفا مترجم ج ۲ ص ۴۷)

غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں ابوبکرؓ کو خاص شہرت تھی۔ اس لیے اس کی تعداد سات سے کہیں زیادہ ہوگی۔ (حدیق اکبر ص ۳۸)

حضرت بلالؓ، امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ امیہ بن خلف، حضرت بلالؓ کو اسلام قبول کرنے کے جرم کی پاداش میں طرح طرح کی سزائیں دیتا۔ ان کو تپتی ریت پر لٹا دیتا۔ ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور ان کو اسلام ترک کر دینے کی ترغیب دیتا لیکن حضرت بلالؓ اس حال میں بھی اُحَدُ اُحَدُ کہتے۔ بلالؓ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا اور لڑکے حضرت بلالؓ کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن حضرت بلالؓ اس حال میں بھی بلند آواز سے لکارتے رہتے اُحَدُ اُحَدُ۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کا یہ حال دیکھا تو امیہ بن خلف سے شکایت کیا

الاتق فی هذا المسکین | اس بیچارے مسکین کے بارے میں تم اللہ سے
ابن ہشام ج ۱ ص ۲۲ | نہیں ڈرتے۔

امیہ بن خلف کئے لگا

انت الذی افسدتہ فانقذہ مما
تربی ۛ جس نے اسے خراب کیا ہے اب
تربی اسے چھٹکا رادے سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی نے ایک غلام اور دس اوقیہ سونے کے بدلے میں حضرت بلال رضی کو خرید
کر آزاد کر دیا۔ اس موقع پر سورۃ واللیل نازل ہوئی۔ ارشادِ خداوندی ہے:

واللیل اذا یفشی والنهار اذا تجلی
وما خلق الذکر والانثی الا
سعیکم لشیئ فاما من اعطی
واتقی وصدق بالحسنى
فیسیرہ للیسری واما
من بخل واستغنی وکذب
بالحسنی فیسیرہ للعسری

قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی
جب روشن ہو جائے اور قسم ہے اس بات
کی کہ اللہ نے نر اور مادہ پیدا کیے۔ تمہاری کوشش
مختلف قسم کی ہے پس جس نے مال عطا کیا تقویٰ
اختیار کیا۔ اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لیے
آسانی کا راستہ کھول دیں گے اور جس نے بخل کیا اور
بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کی تکذیب کی تو

ہم سختی کا راستہ اس کے لیے کھول دیں گے۔

ان آیات میں حضرت ابوبکر رضی اور امیہ بن خلف کی سعی و کوشش کا تقابل بیان کیا گیا ہے۔ اما من اعطی
سے مراد حضرت ابوبکر رضی ہیں اور اما من بخل سے مراد امیہ بن خلف ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۷)
حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

ان ابابکر اشتري بلالاً من
امیة بن خلف ببردۃ وعشرة
ارداق فاستقہ لله فانزلہ هذا الاية
ای ان نعمی ابابکر وامیة
فرقانا عظیما فشتان ما بینہما
(صواعق محررہ ص ۶۶)

حضرت ابوبکر رضی نے حضرت بلال رضی کو ایک غلام اور
دس اوقیہ سونے کے بدلے میں امیہ بن خلف سے
خرید لیا اور پھر ان کو اللہ کے لیے آزاد کر دیا۔ اہم
پر اللہ نے یہ آیت (اِنَّ سَعِیْکُمْ لَشَیْءٍ) نازل فرمائی
کہ ابوبکر رضی کی سعی و کوشش اور امیہ کی سعی و کوشش
میں نمایاں فرق ہے۔ اس لیے دونوں کی کوششیں

مختلف ہیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا ہے :-

جِزَّاشْه خَيْرًا مِنْ بِلَالٍ وَصَحْبِهِ | عَتِيقًا وَاحْزَى فَاكْسَهَا وَابَا جَهْلٍ

(ازالہ الخفاء مترجم ج ۱ ص ۴۴۲)

(اللہ عتیق یعنی ابوبکرؓ کو بلالؓ اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور

فاکھا اور ابوجہل کو سزا کرے)

حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ کہنے لگے ہمیں چاہیے تھا کہ کمزور و ناتواں غلاموں کو خریدنے کی بجائے طاقتور اور بہادر غلاموں کو خریدنا تاکہ تیرا دفاع کرتے اور تیرا ساتھ دیتے تو حضرت ابوبکرؓ نے والد کی خدمت میں عرض کی

اے اباجان! میری نیت تو صرف اللہ کی

رضا ہے۔

یا ابت انما زید وجهہ اللہ

(ازالہ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۳۱۴)

اس پر سورہ واللیل کی یہ آیتیں نازل ہوئیں،

وَسَيَجْنِبُهَا اللَّاتِقَى الَّذِي يُوقِ

مَالَهُ يَتْرُكِي وَمَا لَاحِدٌ عِنْدَهُ

مِنْ نِعْمَةٍ تَجْزِيْهِ الْاِبْتِغَاءُ وَجِه

رَبِّهِ الْاَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى

(سورہ واللیل آیت ۱۰-۲۱)

اور عنقریب بچایا جائے گا جہنم سے وہ شخص جو

بہت زیادہ ڈرنے والا ہے جو اپنا مال دیتا ہے

دل پاک کرنے کے لیے اور اس پر کسی کا احسان نہیں

کر جس کا وہ بدلہ دے مگر اپنے رب برتر کی رضا

چاہنے کے لیے اور البتہ عنقریب وہ مامی ہوگا۔

ان آیات میں حضرت ابوبکرؓ کو اتقی یعنی سب سے زیادہ متقی فرمایا گیا ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے

غلاموں کو خرید کر جو آزاد کیا تو اس کے بائے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے یہ کام صرف اللہ کی رضا کے

لیے کیا ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہونے کا بھی اعلان فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وسیع بنہا الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

(ازالہ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۴۴۲)

حضرت سعید بن المسیبؓ کہ آیت وما لاحد عندہ من نعمة تجزی حضرت ابوبکرؓ کے

بائے میں نازل ہوئی جب انہوں نے کئی اشخاص کو آزاد کیا اور کسی بدلے اور ٹکریے کے طلب گار

برائے، چھریا سات کر۔ ان میں سے بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ ہیں۔ (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۴۳)
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"یا لفظ اتقی الذی یوقی مالہ یتزکی عام ہے اور قرآن کی موجودگی کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے
کہ دوسرے لوگوں سے پہلے البتہ اس نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اول مرتبہ اپنے احاطہ میں لیا ہے
اور یا الاتقی معمود ہے (اور اس پر الف لام عہد کا ہے) اور شخص معین مراد ہے اور وہ شخص معین
صدیق اکبرؓ ہیں۔" (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۴۴)
امام رازیؒ فرماتے ہیں:

<p>اجمع المفسرون مناعلیٰ ان المراد منہ ابو بکر رضی اللہ عنہ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۱۴)</p>	<p>تمام مفسرین اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس (اتقی) سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔</p>
--	---

امام بزارؒ نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے، ابن جریر، ابن منذر آجری اور ابن ابی حاتم نے حضرت
عروہؓ سے، امام حاکم نے ابن اسحقؓ سے بسند خود روایت کیا ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ یہ ہیں
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُتریں۔ (افضلیت صدیق اکبرؓ ص ۲)
ابن جریر، عامر بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے
ایک اور روایت | روایت کرتے ہیں:

<p>کان ابو بکر یعتقد علی الاسلام بمکة فکان یعتقد عجائز وفساء اذا اسلمن فقال ابوہ ای بنی اراک تعتق رجالا اناساً ضعافاً فلوانک تعتق رجالا جلدایقومون مفک ویمنعونک ویدفعون عنک قال ای ابت انا ارید ما عند اللہ قال وحدثنی بعض اهل بیتی</p>	<p>حضرت ابوبکرؓ مکہ میں اسلام کے لیے غلاموں کو آزاد کرتے تھے۔ آپ اسلام لانے والی کمزور عورتوں کو آزاد کرتے تھے۔ ان کے والد کنے لگے۔ میرے بیٹے میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر تم قوی لوگوں کو آزاد کرتے وہ تمہارے کام آتے۔ تمہارا دفاع کرتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے والد کی خدمت میں عرض کی۔ اے ابوجان! میری نیت صرف</p>
---	---

ان ہندو آیات نزلت فیہ فاما من اعطی والتقی الی اخرھا۔
 اتاریع الخلق ص ۳۷

اللہ کی رضا ہے۔ رادی کہتے ہیں میرے خاندان کے لوگوں سے روایت ہے کہ آیت فاما من اعطی اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کا قول | حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے اس امر پر کہ آیت کریمہ وسیجنہا الاتقی الذی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں“ (ترجمہ مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۲۴)

مولانا حفظ الرحمن کا قول | حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی فرماتے ہیں:

”آغاز اسلام میں جب کہ اسلام کو مال و جان اور عزت و ناموس ہمہ قسم کی قربانی کی حاجت تھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانی و مالی ایثار اور عزت و ناموس کی قربانی قدم قدم پر اسلام کے کام آئے۔ اور اس کی شجرت و نصرت کا سبب بنے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت نے داعی اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی نظام کی استواری میں مدد دی۔ بلال رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ اور رفاعہ رضی اللہ عنہ جیسے فداکاران اسلام کی آزادی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مالی قربانی کی رہیں منت ہے۔“

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ص ۱۹۸)

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ کا قول | ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی کتاب ”پریچنگ آف اسلام“ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”وہ ایک دولت مند تاجر تھے۔ اعلیٰ کردار، ذہانت اور قابلیت کی بنا پر ان کے ہم وطن ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنی دولت کا بڑا حصہ ان مسلمان غلاموں کو خریدنے پر صرف کر دیا جنہیں ان کے آقا اسلام قبول کرنے پر اذیتیں دیتے تھے۔“ (دی پریچنگ آف اسلام ص ۱۲)

باڈے کا قول | ایک اور انگریز مصنف باڈے اپنی کتاب ”دی مسیجر“ میں رقم طراز ہے۔

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک امیر تاجر تھے اور بڑے غریب ماحول سے ترقی کر کے یہ درجہ اور دولت حاصل کی تھی۔ وہ بہت ہوشیار اور سمجھدار تھے۔“

مالاں کر آپ شروع سے آخر تک حضرت محمدؐ کے دست راست رہے اور اسلام کے پہلے خلیفہ بھی بنے لیکن آپ کے سوچنے کا انداز اور رہن سہن کے طریقے درویشانہ تھے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

ایک شیعہ روایت | آیت وسید جنبھا الا تقی کی تفسیر میں شیعہ مفسر لکھتے ہیں:

<p>عن ابن الزبیر قال ان الایۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری ممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرہ وغیرہما واعتقہما</p> <p>(تفسیر مجمع البیان ج ۵ ص ۵۱)</p>	<p>ابن زبیر کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ وغیرہ غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔</p>
---	---

سیدنا فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ ہماری سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلالؓ کو آزاد کیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳۶)

بلال کے علاوہ جن غلاموں کو حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کیا ان کے نام یہ ہیں۔ عامر بن فہیرہؓ، ابو فکیہؓ، لبیدہؓ، زبیرہؓ، ہندیہؓ، ام عبیسہؓ۔

عامر بن فہیرہؓ | یہ طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے جو کہ حضرت عائشہؓ کے انجانی (ماں اذیتیں پہنچاتی گئیں لیکن یہ اسلام پر مضبوطی سے جمے رہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو ان کے مصائب کا علم ہوا تو چالیس تلوے سونے کے بدلے بنو ہذرعان سے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ ہجرت مدینہ کے سفر میں حضورؐ اور ابوبکرؓ کے ساتھ تھے اور بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۹۰ - تاریخ خلفائے راشدین ص ۳۶)

ابو فکیہؓ | یہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ اسلام کی خاطر سخت مصائب برداشت کیے۔ صفوان ان کو عین دوپہر کے وقت چمپتی ہوئی ریت پر منہ کے بل اوڑھا لٹا دیا اور کمر پر بھاری پتھر رکھ دیا تاکہ حرکت نہ کر سکیں۔ ابو فکیہؓ بے ہوش ہو جاتے پھر بھی صفوان کو رحم نہ آتا بلکہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ان کو گھسیٹتا پھرتا۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اس حالت میں صفوان سے پٹتے دیکھا تو فوراً خرید کر آزاد کر دیا۔

(اصابہ تذکرہ ابو نکیعہ)

یہ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی باندی تھیں۔ ابھی حضرت عمرؓ اسلام نہ لائے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ ان کو اتنا مارتے کہ مارتے تھک جاتے اور کہتے۔ میں ذرا دم لوں تو پھر ماروں گا۔ بعینہٗ ثنابت قدی سے جواب دیتیں اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ اس کا بدلہ لے گا۔ ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

(استیعاب تذکرہ عمرؓ بن الخطاب)

یہ بھی حضرت عمرؓ کے گھرانے کی باندی تھیں۔ حضرت عمرؓ ان کو بھی سخت مارتے تھے۔ ایک دفعہ ابوہبل نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳)

یہ بھی کینز تھیں۔ ہندیہ بھی اور ان کی بیٹی بھی اسلام لے آئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳)

یہ بھی کینز تھیں۔ اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳)

جب حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے ان کے پاس ہجرت کی تیاری میں اتفاق مال چالیس ہزار دینار یا درہم تھے اور ہجرت کے وقت ان میں سے صرف پانچ ہزار درہم باقی تھے۔ یہ سارا مال آپ نے غلاموں کو آزاد کرنے اور مسلمانوں کی امداد و معاونت میں خرچ کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳) اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے وقت یہ باقی ماندہ سارا مال بھی اپنے ساتھ لے لیا اور گھروالوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص ۶۵ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۳۳)

حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کے لیے روانگی کے بعد ان کے گھر پہنچے۔ اُسما بنت ابوبکرؓ سے کہنے لگے۔ میرا خیال ہے کہ ابوبکرؓ جاتے وقت سارا روپیہ لے گیا ہے اور تمہیں بھوکے پیڑھ کر گلیا ہے۔ حضرت اُسماؓ نے تسلی دی۔ جس جگہ درہم رکھے رہتے تھے وہاں ٹھیک کرباں

کہ کر ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور بڑے دادا کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے کے اوپر رکھ دیا۔ ابو قحافہؓ
یہ سمجھے کہ حضرت ابو بکرؓ گھروالوں کے لیے درہم چھوڑ گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں:

واللہ ما ترک لنا شیئاً | ارشاد کی قسم ابو بکرؓ نے ہمارے لیے کچھ
(تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۲۲) | بھی نہ چھوڑا

ہجرت کی تیاری کے لیے حضرت ابو بکرؓ نے حضورؐ کے حکم پر دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں۔ ایک
اپنے لیے ایک حضورؐ کے لیے۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۱۰۱)

واقعی کے بیان کے مطابق ایک اونٹنی کی قیمت آٹھ سو درہم تھی۔ تاہم حضورؐ نے یہ اونٹنی
اس شرط پر قبول کی کہ ابو بکرؓ اس کی قیمت لیں گے۔ (صدیقی لکبریا ص ۲۴۲-۲۴۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور
اہل بیت نبویؐ پر انفاق مال | آپؐ نے حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا تو
وہاں سے آپؐ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابورافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم
دے کر مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ مکہ مکرمہ سے حضورؐ کے اہل بیت کو لے آئیں۔ یہ پانچ سو درہم بھی حضرت
ابو بکرؓ نے عطا کیے تاکہ سفر کی ضرورت کا سامان خرید سکیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات مکہ مکرمہ تشریف
لے گئے اور وہاں سے حضرت فاطمہؓ، حضرت ام کلثومؓ، بنات رسول اللہؐ اور ام المومنین حضرت سودہؓ
کو مدینہ منورہ لے آئے۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۸۴)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
حضرت عائشہؓ کا حقیقی مہر | کی نعت جگر حضرت عائشہؓ سے نکال کیا اس وقت
حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس تھی اور جب حضرت عائشہؓ کی عمر نو برس تھی ان کی رخصتی
ہوئی۔ رخصتی کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے مہر کی رقم حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں پیش کی۔

فامطاء ابو بکر ابنتی عشر | حضرت ابو بکرؓ نے ساڑھے بارہ اوقیہ
اوقیہ ونشا | (یعنی ساڑھے بیالیس تولے) دیے۔

(جاری ہے)

(ازالہ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۱۲۲)

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت

بیاں ہو شان کس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی
یہ ارشادِ نبوی صدیق اکبرؓ کا ہے سرمایہ
بشارت جس کو جنت کی ملی نطقِ پیمبرؐ سے
عجب شوق کے نقشِ حبیب صدیق کے دل پر
مرتین تھا امامت کے شرف سے قلبِ نرانی
وہ پیکر تھا جو دنیا میں امین حق و صداقت کا
حبیبِ کبریا کی ہر ادا کو جاننے والا
رہا بخت اس کو ناز اس عالی وقاری پر
حضورِ پاک کی صحبت سے تھا دلِ آئینہ
خدا نے اس کو بخشا تھا کمالِ فہم قرآنی
جنوں جس سے سیکھے تھے سلیقے جان نثاری کے
متاعِ جاں کو جس نے سوز کے سانچے میں ڈھالا تھا
نثار اس کی ادائے فقر پر سلطانی دمیری
خلافت کی قبا کو جس نے حسنِ سادگی بخشا
عمرِ عثمان و حیدرؓ تھے خلافت میں شیر اس کے
نگہاں تھا رعایا کا بوں پر تھیں مناجاتیں

میر جس کو خوشنودی ہوئی محبوبِ داور کی
کہ خیرِ مصلحت بعد الانبیاء حضرت نے فرمایا
کیا آغازِ ہجرت آپؐ نے صدیقؓ کے گھر سے
مدینے کے سفر میں جو رہا دس سار پیغمبرؐ
سیادت کی خبر دیتا تھا جس کا خطِ پیشانی
وہی تھا مستحقِ محبوبِ باری کی نیابت کا
نبوت کے ہر اک انداز کو پہچاننے والا
کہ تھا مامور جو سرکار کی خدمت گزاری پر
تجلی گاہِ عرفاں تھا بنیٰ کے فیض سے سینہ
زالی نشان کا تھا شارحِ آیاتِ ربانی
سکھائے عشق کو آداب جس نے خاکساری کے
وہ جس کے فقر کا اندازِ دنیا سے زالا تھا
کیا کرتا تھا ناداروں کی جو شب کو خبر گیری
جہان بینی کی فطرت کو شعورِ عاجزی بخشا
جلیل القدر اصحابِ پیمبرؐ تھے دزیر اس کے
خلافت کے لیے دن تھے عبادت کے لیے راتیں

سعادت سے شرف آج بھی صدیق اکبرؓ ہے
میر جس کو بعدِ مرگ بھی قربِ پیمبرؐ ہے

ذباہین اسلام حضرت اصحاب کرام کی

داستان خون چکان

تیسری قسط

حضرت مولانا محمد عبدالمجود صاحب (راولپنڈی)

یہ داستان خون چکان چودہ سو سال سے بھی کچھ زیادہ پرانی ہے، جس وقت فلک رسالت پر ممتاز برت پوری تابندگی و درخشندگی کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ ابرکرم بھی بڑی دل آویزی کے ساتھ سایہ فگن تھا اور ممتاز نبوت کی ایمان افروز روشنی سحاب و فضل کے دامن کو "السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ" کے منزہ و منزکی دلوں کو مستنیر کرنے میں مصروف تھی، قضا و قدر "عاشقان پاک طینت" کو چن چن کر شمع نبوت کے گرد پروانوں کی طرح جمع کرنے کی سعی مشکور کر رہی تھی گو یا کہ مختلف رنگ و نسل اور غریب و نادار بندگان باصفا کا ایک عجوبہ روزگار، دلغریب اور رُوح پرور کلدستہ سجا رہی تھی۔ توحید کے انہی متوالوں اور شمع رسالت کے ایسے ہی پروانوں میں "سیدنا خباب بن ارت" کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔

خباب نام، ابو عبد اللہ کنیت والد کا نام ارت تھا۔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ عہد جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ معظمہ میں فروخت کیے گئے اور امّ انمار بنت سباع الخزاعی نے خرید لیا تھا۔ سیدنا خبابؓ ان سعادت مند غلامین اور اکابرین میں سے ہیں جن کی کلاہ فخر کا طرہ امتیاز "السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ" ہے۔ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حضرت ارتؓ کے گھر میں قیام پذیر بھی نہیں ہوئے تھے کہ سیدنا خبابؓ سلام کی نعمت لازوال سے مشرف ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا نمبر چھٹا تھا۔ اسی بنا پر آپ کو "سادس الاسلام" کہا جاتا تھا۔

یہ زمانہ ان چند ناداروں کے لیے انتہائی سخت صبر آزما اور دل فگار تھا۔ اسلام کا اظہار و اقرار تعزیراتِ مکہ میں ایسا شدید جرم تھا جس کی سزائیں مال و مال اور ننگ و ناموس ہر چیز سے باعقودھونا پڑتا تھا لیکن سیدنا جنابؑ نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی اور بباگ دہل اپنے سلامِ ایمان کا اظہار کیا۔ غلام ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ تھا اس لیے کافروں کا غیض و غضب ان کے خلاف اُبل پڑا اور انہیں مشقِ ستم بنالیا۔ انتہائی دردناک اور رُوح فرسا سزائیں دیتے تنگی پیٹھ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر ایک بھاری وزنی پتھر رکھ دیتے۔ مزید براں ایک آدمی اس پتھر پر کھڑا ہو جاتا تا کہ حرکت بھی نہ کر سکیں اور وہ اس وقت تک انگاروں پر کباب ہوتے رہتے جب تک کہ زخموں کی رطوبت آگ کو ٹھنڈا نہ کر دیتی لیکن ایسی جان یو اسنتی اور کفار کے ظلم و بربریت کے باوجود زبانِ کلمہ حق کی نغمہ سرائی میں مصروف رہتی تھی۔

اسی کیفیت کو شاعر مشرق علامہ اقبال نے اس طرح بیان کیا ہے۔

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو پلا کے مجھ کو سئے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
کبھی آوارہ و بے خانہ عشق کبھی شاہِ شہاں نوشِ رواں عشق
کبھی میدان میں آتا ہے زرہ پوش کبھی عیاں و بے تیغ و نال عشق

ان تمام انسانیت سوز مظالم کے باوجود جو زبانِ بادۂ توحید کے ذائقہ کام نواز سے ایک مرتبہ آشنا ہو چکی تھی وہ کس طرح اس ظلم و جبر سے مرعوب ہو کر کلمہ حق سے انحراف کر سکتی تھی۔ ان فدا یانِ اسلام پر ظلم و جور کی کس قدر خوفناک اور اندوہناک یغار تھی اور ان کے بے مثال صبرِ استقامت کے باوجود بارگاہِ نبویؐ سے مزید استقلال اور پامردی کے ساتھ آلام و شدائد کو برداشت کرنے کی تلقین کی جاتی تھی جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

"حضرت جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ چادرِ مبارک کی ٹیک لگائے ہوئے کعبۃ اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور ہم پر مشرکین کی جانب سے دن رات ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بارگاہِ خداوندی میں دُعا کیوں نہیں فرماتے؟

یہ سن کر آپ سنبھل کر بیٹھے اور آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے

گذشتہ زمانہ میں ایسے (ایماندار) لوگ ہوئے ہیں کہ وہ بے لگن گھریوں سے ان کا گشت و چوڑا لگایا سمجھنے
 پڑیوں اور ٹپھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا لیکن ایسی جاں گداز سختیاں انہیں جادہ حق سے برگشتہ نہ کر سکیں۔
 مزید فرمایا کہ اللہ جل جلالہ بالیقین اپنے اس دین کو پورا کر کے رہے گا۔ تم لوگ دیکھ لو گے کہ تنہا سوار
 منعمین سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ اس کے دل میں اللہ عزوجل کے سوا کسی چیز کا خوف و
 ہراس نہ ہوگا اور نہ ہی اسے اپنی بکریوں پر بھڑیے کا خطرہ ہوگا لیکن تم لوگ ہر کام میں جلدی کے
 خواہش مند ہو۔“

لیکن جب ظلم و ستم کی شدت سے پہاڑوں کا پتہ پانی ہونے لگا، دشت و صحرا بھی اس کی سنگینی سے
 کانپ اٹھے، سیدنا خبابؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور جو دالم ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تھے،
 تو پھر مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر انتہائی مختصر مگر بڑی معنی خیز
 دعا سے نوازا تھا۔

اس کسیر سی کی حالت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تالیفِ قلب فرماتے تھے لیکن ان کا آقا
 اس قدر سنگ دل تھا کہ وہ ان کے لیے اتنا سا سہارا بھی برداشت نہ کر سکا اور اس کی پاداش میں
 دوا آگ میں خوب گرم کر کے اس سے ان کا سردا بنا۔ اس پر حضرت خبابؓ نے رحیم و کریم آقا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لیے بارگاہِ رب ذوالنہن میں دُعا فرمائیے کہ وہ مجھے اس خوفناک
 عذاب سے نجات مرحمت فرمائے۔ چنانچہ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ
 شفقت بارگاہِ ایزدی میں پھیلانے اور دُعا فرمائے کہ خدایا! خباب کی مدد فرما۔“

مثلِ کلیم ہو اگر معسر کہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لُحُف
 آذر کا پیشہ خارا تراشی کارِ خسیلاں خارا گدازی

گویا کہ سیدنا خبابؓ زبانِ حال سے برملا یہ کہہ رہے تھے۔

ادھر آؤ ظالم ہنر آزمائیں تو تیسرے آزمائیں جگر آزمائیں

اُحد الغابر کی روایت کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا "خدایا خباب کی مدد فرما"
 ایسی زبرد اثر ثابت ہوئی اور ام النار کے سر میں ایسی اذیت ناک تکلیف شروع ہوئی جس کی وجہ
 سے وہ کتوں کی طرح بھونکتی تھی۔ اس ناگہانی مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش

کی گئی مگر کوئی تدبیر کا رگر نہ ثابت ہوئی۔ آخر لوگوں نے مشورہ دیا کہ سر کو داغ لگوانا چاہیے۔ چنانچہ لوگوں نے قدرتِ خداوندی کا یہ کرشمہ بھی دیکھا کہ جس زر خرید غلامِ خُتاب کو اسلام قبول کے جرم میں اُمّ انار کو گرم کر کے اس کے سر کو داغتی تھی، آج وہی غلام اُمّ انار کی فرمائش پر اس کے سر کو گرم کوسے سے داغ رہا ہے۔ اس دہریہ تکلیف سے اس کا کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر مجبوراً غلام کے ہاتھوں سر کو داغ لگوا رہی ہے

يَلٰكَ الْاَيَّامُ نُدٰوْلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

بعد کے زمانہ میں سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت خُتابؓ سے فرمائش کی کہ تم نے مکہ میں جو بیتیں برداشت کی ہیں ان کی داستانِ خوں چکاں بیان کرو۔ حضرت خُتابؓ نے اپنی پشت نشکی کر کے دکھائی کہ کفار کی بربریت و مظالم کی دل نگار داستان میری پیٹھ آج بھی زبانِ حال سے سنار ہی ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ پیٹھ کی ناکفہ بہ حالت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور کہنے لگے۔ "میں نے آج تک کسی کی پشت کی ایسی دلگداز حالت نہیں دیکھی۔"

حضرت خُتابؓ نے فرمایا۔ "آگ جلا کر مجھے اس پرچیت لٹا دیا جاتا تھا یہاں تک کہ میری پشت کی چربی گھل گھل کر آگ بجھا دیتی تھی۔"

لقد اذکے ظلم کی آگ کے فلک بوس شعلوں میں خُتابؓ کو تڑپتے دیکھ کر فطرتِ ان کے صبر و شہادت پر دایمین پیشیں کرتی ہے اور پھر معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ یوں گویا ہوتی ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے استحاں اور بھی ہیں

تو شہاں ہے پرداز ہے کامِ تیرا ترے سامنے استحاں اور بھی ہیں

جب اس جسمانی سزا سے بھی آتشِ انتقام سرد نہ پڑی تو مالِ نقصان پہنچانے کی مذہم گوش کی جانے لگی۔ سیدنا خُبابؓ آہن گری کا کام کرتے تھے اور تلواریں بنانے میں اچھے ماہر تھے۔ ان ہی ایام میں عاص بن دائل نے تلوار بنوائی مگر قیمتِ ادا نہ کی، بعد ازاں آپِ حلقہ گوش اسلام ہو گئے۔

جب آپ اس سے رقم کا تقاضا کرتے تو وہ کہتا میں تمہیں ایک کوڑی بھی نہیں دوں گا جب تک تم حضرت محمدؐ کا دامن نہیں چھوڑو گے۔ حضرت خُبابؓ کہتے اگر تم بھی جائے اور پھر زندہ ہو تب بھی میں محبوبِ انس و جان صلّ اللہ علیہ وسلم کا دامن عافیت نہیں چھوڑ دوں گا۔ عاص بن دائل

نے کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا؟“

حضرت نجائبؒ نے فرمایا۔ ”ہاں یقیناً مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔“

عاص نے کہا۔ ”جب خدا مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور اسی طرح میرے

ساتھ مال اور اولاد ہوں گے تو پھر اس وقت تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔“

عاص بن دائل کا یہ قول عقیدہ قیامت پر ایک طرح کی تہ ریش تھی جو اللہ رب العزت کو سخت

ناگوار گزری۔ اس کی لہ ترانی اور یادہ گوئی غیرت مندوں کی جوش میں آگئی اور جبریل کے ذریعے

اسے فوراً ڈانٹ پلائی۔

”اے محمدؐ! کیا آپ نے اس شخص کے حال پر نظر کی جس نے ہماری آیات سے کفر کیا اور

کہا کہ (قیامت میں بھی) مجھے مال اور اولاد ملے گی۔ کیا اسے غیب کی خبر ہو گئی یا اس نے

خدا کے رحمن سے عہد لیا ہے۔ ہرگز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اسے لکھ لیتے ہیں اور اس

کے عذاب میں ڈھیل دیتے چلے جائیں گے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کے ہم وارث

ہیں اور وہ تنہا ہمارے سامنے لایا جائے گا۔“ (سورہ مریم آیت ۷۹ تا ۸۱)

قرآن کریم نے اس ہوس پرست احمق کے جواب میں فرمایا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ

زندہ ہو جانے کے وقت بھی اس کے پاس مال و دولت اور اولاد کی چمپل چمپل ہوگی۔ اَطْلَعِ الْغَيْبِ

کیا اس نے غیب کی باتوں کو جھانک کر معلوم کر لیا ہے؟ اَمْ اَتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا۔ یا رحمن سے

اس نے مال و اولاد کے لیے کوئی عہد اور وعدہ لے لیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات قطعاً

نہیں ہوئی۔ پھر اس نے یہ باطل خیال کیسے پختہ کر لیا۔ وَنَسِيتُ مَا يَقُولُ جس مال اور اولاد کا

یہ ذکر کر رہا ہے آخرت میں ملنے کا معاملہ تو بہت دور ہے دنیا میں بھی جو کچھ اسے ملا ہوا ہے اسے

بھی چھوڑنا پڑے گا اور اس کے وارث آخر کار ہم ہوں گے۔ یہ تمام ملل اور اولاد اس سے چھین کر باآخر

اللہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ دَيَّا تَيْنَا فَرْدًا اور قیامت کے دن یہ اکیلا ہمارے دربار میں حاضر ہوگا۔

نہ کوئی اولاد اس کے ساتھ ہوگی اور نہ ہی مال۔ آخرت میں جو دولت اور راحت نصیب ہوگی وہ تو

ایمان کی دولت کے حصے ملے گی۔ کافروں کی چاہت کہ یہاں کی دولت دہاں بھی مل جائے یا

کفر کے باوجود اخروی عیش و تنعم کے مزے اڑائیں۔ ایں خیال است و ممال است و جنوں۔

سیدنا خبابؓ ایمان و عمل کے اعتبار سے نہایت پختہ اور مضبوط تھے۔ اسی بنا پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں انہیں ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے دل میں ان کا بیجا احترام اور عظمت جلوہ گر تھی۔ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں دربارِ خلافت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے تو امیر المومنینؓ نے اپنی نشستِ خاص پر انہیں بٹھایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا — ”ان کے علاوہ صرف ایک شخص اور ہے جو اس مسند پر بیٹھنے کا مستحق ہے۔“

حضرت خبابؓ نے تعجب انگیز لہجہ میں دریافت کیا — ”امیر المومنین! وہ کون ہے؟“ انہوں نے فرمایا — ”وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔“

حضرت خبابؓ کہنے لگے — ”وہ میرے برابر کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ مشرکین میں بہت سے ان کے مددگار موجود تھے جبکہ میرا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی پرسانِ حال نہیں تھا۔“ پھر اپنا استمعاں بتاتے ہوئے اپنے مصائب کی داستانِ خوں چکانا شروع کر دی۔ سیدنا خبابؓ مدتوں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ مصیبتیں بھیلے رہے۔ پھر حبسِ ہجرت کی اجازت ملی تو ہجرت کر کے مدینہ باسکینہ آ گئے۔ ہجرت بھی تکالیف و مصائب کے خوف سے نہ تھی بلکہ خاصۃً لوجہ اللہ تھی۔ چنانچہ خود کہا کرتے تھے کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خالصۃً لوجہ اللہ ہجرت کی تھی۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن صہم غلام تمیم کے ساتھ مواخات قائم کر دی تھی۔

سیدنا خبابؓ کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال معلوم کرنے کی بڑی جستجو رہتی تھی اور وہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی میں ساری ساری رات آپ کے طریقہ عبادت کو دیکھتے رہتے اور صبح اس کے متعلق استفسار کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات نماز میں گزار دی اور حضرت خبابؓ پوری رات یہ منظر دیکھتے رہے صبح خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے۔ حدیثِ بابی دانی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات آپ نے ایسی نماز پڑھی کہ اس سے قبل کبھی اس نوعیت و کیفیت کی نہ پڑھی تھی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ بیم درجا کی نماز تھی۔ میں نے بارگاہِ ایزدی میں تین

چیزوں کی دعا کی تھی۔ دو تو شرف قبولیت سے نوازی گئیں اور ایک قبول نہ ہوئی۔ "مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دُعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس عذاب سے نہ ہلاک کرے جو گزشتہ استوں کی ہلاکت کا موجب ہوا۔ دوسری دُعا یہ تھی کہ بارِ خدایا! میرے دشمنوں کو مجھ پر غالب نہ کرنا۔ لیکن تیسری دُعا قبول نہ ہوئی۔

بشہ میں کوڑ میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ علاج معالجہ سے مرض میں کمی اورفاقہ کی بجائے اضافہ ہوتا گیا۔ جب مرض ناقابلِ برداشت صورت اختیار کر گیا تو فرماتے تھے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنے لیے موت کی دعا کرتا۔ آخر اسی حالت میں ۳ برس کی عمر میں جانِ جاں آفریں کے سپرد کر دی اور اپنے پیشرو احبابِ رفقاء سے جا ملے۔ مرض الموت میں کچھ لوگ عیادت کرنے آئے اور کہنے لگے: ابو عبد اللہ! آپ خوش ہوئے کہ کل آپ حوض کوثر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں گے۔ یہ سنتے ہی حضرت خبابؓ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا: تم نے ایسے بھائیوں کا ذکر کیا ہے جو دنیا سے گزر گئے اور انہوں نے دنیا میں اپنا کوئی اجر نہیں پایا جبکہ ہم ان کے بعد ہے اور دنیا سے اس قدر حصہ پایا کہ اب دل میں ڈر ہے کہ کس دہی ہمارے اعمال کا اجر نہ ہو، انتقال کے بعد حبِ وصیت کو ذمہ سے باہر میدان میں سپردِ خاک کر دیے گئے۔ بعد میں امالیانِ کوڑ نے اس حبیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے شرف اندوز ہونے کی غرض سے اپنے مُردے بھی وہیں دفن کرنے شروع کر دیے۔

جنگِ صفین سے واپسی پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر جب کوڑ سے ہوا تو کھلے میدان میں انہیں چند قبریں نظر آئیں۔ حاضرین سے دریافت کیا۔ یہ کون لگ آرام فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے بتایا یہاں سب سے پہلے سیدنا خباب رضی اللہ عنہ اپنی وصیت کے مطابق دفن کیے گئے تھے۔ پھر ان کی اتباع میں لوگوں نے اپنے مُردے بھی یہاں دفن کرنے شروع کر دیے ہیں۔

خلیفہ رابع امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے سیدنا خبابؓ کے قابلِ رشک کارناموں پر دادِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ خبابؓ کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اپنی خوشی سے ہجرت کی، مجاہدانہ زندگی بسر کی۔ ان کے جہادِ اہلِ کفر و کفریت ناکِ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اللہ کریم نیک لوگوں کے اعمال ضائع نہیں کرتے۔" اس کے بعد آپ نے تمام اہلِ قبر کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

سیدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

دُخترِ شاہِ دو عالم فاطمہؑ اُمّ الحسنؑ سیدہ بنتِ خدیجہؑ زوجہٗ خیرِ ممکن
 اُمّ کلثومؑ و رقیہؑ اور زینبؑ کی بہن
 پسکرِ صبر و رضا محبوبہٗ شیرِ خدا سیدہ زہراؑ بتولِ اُمّ شہیدِ کربلا
 مایہٗ خلق و شرافت جو ہر صدق و صفا
 جب حضورِ پاک کو درپیش ہوتا تھا سفر سب سے آخر جا کے ملتے فاطمہؑ سے اُن کے گھر
 واپسی پر آ کے پہلے دیکھتے نعتِ حکر
 ہیں بلا شک سب زنانِ خلد کی بڑا آپ ہر حصولِ خیر کو تھیں ہر گھڑی تیار آپ
 بغض و نفرت دُنیوی زمین سے تھیں بیزار آپ
 سیدہ الکونینؑ سے کرتی تھیں بے حد پیار آپ باپ کی فرقت کے غم سے ہو گئیں بیمار آپ
 ہو گئیں آخر اسی میں موت سے دوچار آپ
 کی وصیت میری مت رات میں لے کر چلیں اور جنازہ پر بھی چپا درسمان کر پردہ کریں
 کاش پردے کی حقیقت جان جائیں تو ہیں
 بعد کچھ مدت کے ایسی ہو گئی مورتِ پدید فتنہ و شرِ خوارج ہو گیا بے حد شدید
 ہو گیا سب خاندان ہی آپ کا اس میں شہید
 ہاتھ آئی اس طرح گنجِ سعادت کی کلید

(دوسری قسط)

صدافت رسالت مآب صلی علیہ وسلم

اور

مقبولیت صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ کا مدنی جامع مسجد چکوال میں خطاب

پھر آہستہ آہستہ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، غزوات میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک ایک ایک آہستہ آہستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنتے رہے اور مخالفت تیز ہوتی چلی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے سمجھ دار، بڑے بااثر، بڑے دولت مند، معاملہ فہم ذی رائے۔ لوگ مشورہ لینے کے لیے آیا کرتے تھے، تو ان کے ایمان لانے کا بڑا فکر، بڑا غم ابوہل کو تھا۔ مخالفوں کے سردار کو۔ کہ ایسا آدمی ایمان لے آیا۔ اس کی بات کا سب پر اثر ہوگا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور کے بچپن کے ساتھی تھے صرف دو برس چھوٹے تھے اور ہمیشہ ساتھ رہے۔ بے تکلف ساتھی تھے، تو ابوہل کوشش میں لگا رہتا تھا کہ کسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے، متغیر کر دے، مخالف کر دے۔ ایک دن ابوہل نے سنا کہ حضور معراج پر تشریف لے گئے تھے اور اس کا واقعہ بیان فرمایا۔ بس فوراً دوڑا دوڑا حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ نکلے۔ کیا بات ہے بھائی صبح ہی صبح کیسے آگئے؟

یار! میں اس لیے آیا تھا کہ اگر کوئی کہے کہ رات میں فلاں مکان میں سویا تھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور براق لائے اور مجھے لے گئے بیت المقدس اور وہاں اللہ کے تمام

نبیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کو میں نے نماز پڑھائی اور پھر پہلے، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں آسمان دیکھا۔ عرش پر گیا، اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ جنت دیکھی، دوزخ دیکھی۔ لوٹ کے آیا تو بستر گرم تھا۔ اگر کوئی یہ کہنے لگے مان لوگے !
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں۔"

اب ابو جہل بہت خوش کہ اب تو بازی ماری۔ انہوں نے اقرار بھی کر لیا کہ اگر کوئی ایسا کہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اب تو نام لینے کی دیر ہے۔ کہنے لگا کہ جس کو تم اللہ کا رسول مانتے ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج وہ یہی کہہ رہے ہیں۔

یہ سننا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم تو کافروں کے سردار دشمن ہو میں تیری بات نہیں مانتا۔ جا کر پوچھوں گا۔ جیسے حضور کا اسم گرامی لیا اُس نے، انہوں نے کہا کہ اگر حضور یہ فرماتے ہیں یقیناً سچ ہے۔ زمین اور چلی جائے، آسمان نیچے آجائے۔ مشرق سے سورج نکلنے کے بجائے ڈوبے، مغرب سے نکلے۔ سب ممکن حضور غلط کہیں ناکمکن۔ اگر حضور نے فرمایا ہے یقیناً سچ ہے۔ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ (المعزہ ۳۵۸)

اس کا منہ کالا ہو گیا۔ وہ صدیق بن گئے۔ وہ ابو جہل بن گیا تو صحابہ کرامؓ کا تو ایسا پختہ ایمان ہے کہ ان کو تو یہ بھی ضروری نہیں کہ ایسی بات کہہ رہے ہو چلی کر پوچھ لیں۔ نہیں اگر حضور نے کہا ہے یقیناً سچ ہے۔ کوئی شبہ معمولی درجے کا ان کے دل میں آئے تصور بھی نہیں ہو سکتا ہے۔
لوگ بد نصیب ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غلط ماننے کے لیے، ٹومن ماننے کے لیے، صحابی ماننے کے لیے، خلیفہ راشد ماننے کے لیے تیار نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصدیق فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں خلفائے راشدین اور چھ دوسرے صحابہ کے جنتی ہونے کی خبر دی اور حضور نے اس خبر کو بیان فرمایا۔ فلاں صحابی جنتی ہے۔ فلاں صحابہ جنتی ہے۔ دس عشرہ مبشرہ۔ صراحت کے ساتھ ایک ایک کا نام لیا ہے۔
تو ایسے بد نصیب لوگ بھی ہیں جو حضور کو بھی سچا ماننے کے لیے تیار نہیں اور اللہ کی خبر کو بھی سچا ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اب بتائیے اتنی بڑی بد نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خبر دے حضور بیان فرمائیں اور وہ کہیں کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرامؓ کے

بارے میں قرآن میں کہا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ

سے راضی ہو گئے۔

(التوبہ ۱۰۰)

تو اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور یہ بد نصیب نہیں راضی۔ خینی اور ان جیسے کہتے ہیں بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔ یہ جو دو شیخین تھے وہ ایمان لائے ہی نہیں تھے کبھی۔ وہ منافق تھے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ راضی۔ وہ کہتا ہے۔ اُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ۔ فَضْلًا بِسْمِ اللَّهِ وَنِعْمَ۔

یہ ہدایت یافتہ ہیں، یہ سیدھے راستہ پر ہیں، یہ گمراہ نہیں، یہ بھٹکے ہوئے نہیں۔ یہ راشد ہیں اللہ قرآن میں صراحت سے کہے اور ایسے بد نصیب بھی دنیا میں ہیں کہ اللہ کی اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو ہمیشہ منافق تھے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے تمام صحابہؓ کے بارے میں کہا لیکن ایسے بد نصیب بھی ہیں کہ اللہ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔ کہتے ہیں نہیں نہیں بالکل نہیں۔ وہ منافق تھے۔ ایمان لائے ہی نہیں تھے۔ اچھا بھائی العیاذ باللہ العیاذ باللہ! ہم تو کسی مسلمان کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ جس کے دل میں ذرہ ایمان کا ہو قرآن کے ایک حرف کے بارے میں کبھی انکار کرے۔

اور اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے کہ قرآن کے ایک لفظ کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے۔ زکوٰۃ شہ نہیں ان کے کافر ہونے میں۔ یہ بات کہ دس پائے اور تھے اور بارہویں امام ڈھائی سال کی عمر میں وہ دس پاروں کو بھی لے کر اس غار میں چلے گئے۔ آج تک تین سو تیرہ مخلص شیعہ پیدا نہ ہوئے۔ ایسے یہ بد نصیب ہیں اور اتنے غیر مخلص اور منافق ہیں کہ تین سو تیرہ مخلص ساری دنیا میں نہ ہوئے کہ تین سو تیرہ جس دن وہ ہو جائیں گے وہ بارہویں امام نکل آئیں گے۔ آج تک نکلے ہی نہیں۔ اسی انتظار میں روپیٹ ہے ہمارا تین سو تیرہ مخلص نہیں ہوتے۔ ایسے غیر مخلص منافق خود ہیں اور کہتے صحابہ کرامؓ کو منافق ہیں۔ آج

تو ظالمو! لاکھوں کی تمہاری آبادی ہے تو تین سو تیرہ بھی تم میں مخلص نہیں؟ آج تک نہیں ہوئے تیرہ سو سال کے اندر۔ ایسے یہ غیر مخلص ہیں۔

تو جناب انہیں کے امام کے چچا، بارہوی امام کے چچا قاضی کے ہاں دعویٰ کرتے ہیں کہ میرا بھائی لاولد تھا، اس لیے تمام وراثت مجھے ملنی چاہیے۔ وہ اولاد کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ڈھائی سال کے امام دس پائے لے کر چلے گئے ہیں اور ان کا عقیدہ امامت یہ ہے کہ خود خلیفہ نے لکھا ہے کہ ہمارے امیر کی ایسی شان ہے کہ اس شان کو، اس مرتبہ کو نہ کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ کوئی ملک مقرب پہنچا۔ تو جب کوئی نبی اس مقام کو نہیں پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُسی میں داخل ہیں۔

تو کوئی مسلمان حضور سے اونچا آپ کی اولاد کو مانے، یہ ایمان کی اسلام کی بات ہو سکتی ہے؟ ————— نہیں۔

اے بھائی! یہ صاحبزادوں کو کبھی نہیں ملتے ہم ان کو کبھی مانتے ہیں۔ ان کو کیوں مانتے ہیں؟ اس لیے کہ حضور کی بیٹیاں ہیں۔ حضور نے تعریف کی ہے۔ جنتی عورتوں کی سردار کہا ہے۔ یہ کہا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ حضور نے تعریف کی ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ مگر ان کو کبھی مانتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کبھی مانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کبھی مانتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کبھی مانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کبھی مانتے ہیں۔ ہم سب کو مانتے ہیں۔ کسی کا انکار نہیں کرتے۔ بد نصیب وہ ہیں جو انکار کرتے ہیں اور انکار کرنے میں اللہ کو کبھی جھوٹا، حضور کو کبھی جھوٹا کہتے ہیں العیاذ باللہ۔ یہ کوئی کافر کہہ سکتا ہے۔ مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ وہ قرآن کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ حدیثوں کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ حضور کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ یہ عقل کے، دیانت کے، دین کے، سب کے خلاف ہے۔ جو کچھ اس کو تاحلا جائے یہ کسی طرح ایماندار نہیں۔

تو وہ جو کہہ رہے ہیں کہ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهِمْ مَقَامًا اَلْمَ ہمارے اماموں کا ایسا مقام ہے کہ بے شک وہ حضور کی اولاد میں سے ہیں۔ محترم ہیں۔ بڑے لوگ تھے۔ ان کی عظمت کو ناظر درسی ہے۔

لیکن کیا حضورؐ سے زیادہ ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورؐ کی جیبتی بیٹی۔ تو حضورؐ کی جیبتی بیٹی ہونے کی بنا پر محبت ہے۔ حضورؐ کے بغیر تھوڑا ہی ہم ان کو مان لیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **يَا فَاطِمَةُ اَعْمَلِي اَعْمَلِي لَا تَغْزِلِي اَنَّكَ بِنْتُ النَّبِيِّ** (صلی اللہ علیہ وسلم) فاطمہ عمل کرو عمل کرو۔ کام کرو کام کرو خبردار تم کو یہ چیز دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم نبی کی بیٹی ہو۔ صرف نبی کی بیٹی ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ کام کرو۔ اسی سے ہوگا۔

حضورؐ فرماتے ہیں اگر اگر (بالغرض) فاطمہ چوری کرے تو ماتھہ کاٹوں گا۔ چھوڑوں گا نہیں حضورؐ کی بیٹی ہیں حضورؐ شریعت کا حکم سب سے اونچا ہے حضورؐ نے فرمایا ہے تو جوان کے صاحبزائے ہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الحمد للہ جن کی اولاد میں ہم ہیں۔ اللہ کا فضل ہے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا درجہ حضورؐ سے بھی اونچا ہے؟ اسی لیے وہ پیارے ہیں، اسی لیے محترم ہیں کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضورؐ کے نواسے ہیں لیکن وہ نواسے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضورؐ کے خسر ہیں حضورؐ کے چیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے سوا کسی کو حلیل بنانا تو ابو بکرؓ کو بنانا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے حضورؐ کی دُعا سے۔ حضورؐ نے اللہ سے دعا کی۔ **اِنَّ الْعَالَمِينَ** ہم کمزور ہیں۔ ہم نحیف۔ ہم مجبور۔ ہم مظلوم۔ تیرا دین کچھ نہیں ہو پاتا۔ اذان نہیں دے سکتے کھل کر ایک جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ تیرا نام نہیں لے سکتے۔ اے اللہ! اپنے دین کی طاقت عطا فرما۔ یہ دو عمر ہیں۔ ایک عمر ابن الخطاب۔ ایک عمر ابن ہشام۔ ان میں سے کسی ایک کو ہمیں دے دے تاکہ طاقت بن جائے۔ حضورؐ دعا فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا کو قبول کر رہا ہے۔ تو حضورؐ نے دُعا کر کے ان کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ اللہ سے مانگا کہ ہماری طاقت بنادے۔ تو اللہ نے دُعا قبول کی حضورؐ نے دُعا فرمائی اور ان کے بقول پھر بھی منافق رہے۔ خدا نہیں ہدایت دے عقل سے کام لو۔ کیوں جہنم مول لیتے ہو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لو کان بعدی نبی لکان عمر

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یہ عمر ہوتے۔

لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لیے نبی نہیں ہوئے۔

اچھا! جب مکہ والوں نے خوب ستایا۔ خوب ستایا۔ قتل تک کرنے کی تیاریاں کیں اور کسی طرح چھین نہیں لینے دیا۔ رات دن ایک کر دیا تو جب وہ بہت ستا رہے تھے۔ مدینہ کے کچھ لوگ آئے حضورؐ کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ بیعت کی اور درخواست کی حضورؐ! ہمارا گھر حاضر ہے۔ ہمارا شہر حاضر ہے۔ آپ دشمنوں کے شہر میں کیوں؟ وہاں تشریف لے آئیے۔ ہم آپ کے ساتھ جی جان سے۔ سب کچھ نچھاور کر لے گئے۔ اللہ کے دین پر لوگ چلیں۔ وہاں تشریف لائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب اللہ کے گاتب جاؤں گا۔ مجھ پر پہاڑ ٹوٹیں۔ قیامت ٹوٹے۔ اللہ کی اجازت کے بغیر مکہ نہیں چھوڑوں گا۔ جب وہ اجازت دے۔

پھر جب وہ دوسرے سال حاضر ہوئے، اس سے زیادہ لوگ ایمان لائے۔ حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر درخواست کی حضورؐ تشریف لے آئیے۔ نہیں! اللہ جب کہے گا۔ جب سارے مکے والے ہر خانہ دان کا ایک ایک دودو آدمی اکٹھے ہو گئے اور شیطان کے مشرے سے یہ طے ہو گیا کہ سب مل کر فلاں رات میں حضورؐ کو قتل (نغزوہ باللہ) کریں۔ نہ ہے بانس نہ بکے بانسری۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اجازت دی کہ اب آپؐ مکہ چھوڑ دیں۔ ہجرت فرمائیے مدینہؐ۔ اللہ تعالیٰ کی اس اجازت کے بعد۔ ایک طرف سارا مکہ حضورؐ کے قتل کی تیاری کر رہا ہے۔ وقت مقرر ہو گیا کہ ہر خانہ دان کا ایک ایک آدمی، سارے خاندانوں کا ایک ایک آدمی مل کر قتل کرے۔ سارا پلان بن گیا اور دوسری طرف اللہ نے آپؐ سے فرمایا کہ اب آپؐ ہجرت فرمائیے۔ یہ جو ہجرت کا راز ہے مکہ کے دشمنوں کو نہ معلوم ہو۔ اس طرح حضورؐ تیاری فرما رہے ہیں اور اس راز میں شریک کر رہے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو۔ کیوں صاحب! کیا اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم نہیں؟

اگر خدا نخواستہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایمان میں کسی درجے میں کوئی کمزوری ہوتی، تو کیا اس راز کے لیے وہی رہ گئے تھے حضورؐ ان کو راز میں شریک کرتے؟ اور اگر کوئی بھی ذرہ ساجھول ہوتا تو ان کے گھر میں ان کا بیٹا اس وقت تک کافر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہجرت کے بعد تک ان کے بیٹے کافر تھے۔ کافروں کے ساتھ لڑے۔ اگر ذرا بھی جھول ہوتا تو بیٹے پر راز کھلتا اور

جئے میں مام ہو جاتا۔ حضورؐ نہ نکل پاتے کہیں نہیں کھڑا۔ گھیرے میں ہیں۔ چاروں طرف سے گھیرا ہے اور
حضورؐ نکل کر جلتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار میں جا کر آرام فرماتے ہیں اور راز نہیں
کھلتا۔ صبح جب دیکھا گئے والے گھسے حضورؐ کے گھر میں قتل کرنے کے لیے۔ بستر پر حضرت علیؓ رضی
رہے تھے۔ دیکھا جا کر کے حضرت علیؓ رضی ہیں۔ حضورؐ کہاں ہیں؟ میں نہیں جانتا۔ حضرت علیؓ رضی نے
فرمایا۔ بتاؤ کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ رضی نے کہا۔ مجھے نہیں معلوم کہاں ہیں۔ اور صبر دیکھو اور صبر دیکھو
ڈھونڈو تلاش۔ آخر کار سارے مکہ میں شرمچ گیا اور اعلان شروع ہوا کہ جو بھی زندہ گرفتار
کر کے لائے گا۔ شواہد انعام میں دیے جائیں گے اور یہ ہوگا وہ ہوگا اور چاروں طرف لوگ
نکل پڑے کہ حضورؐ کو پکڑ کے لائیں۔ قتل کر کے لائیں جس طرح بھی لائیں۔ اور ایک جماعت کچھ لوگ
پاؤں کے نشان تلاش کرتے کرتے اس غار تک پہنچ گئے جہاں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی نے دیکھا حضورؐ سے کہا۔ حضورؐ! دشمن آئے۔ یہ دیکھئے فلانا کھڑا ہے
فلانا کھڑا ہے۔ حضورؐ نے ان کی بات سنی اور فرمایا۔ لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ گھبراؤ مت، غم
مت کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اور ان میں سے ایک کہتا ہے۔ یہیں تک نشان آئے ہیں۔ اندر ہوں گے۔ دوسرا کہتا ہے۔
پاکل ہو گئے۔ اگر اس میں کوئی ہوتا تو مکڑی کا جالا ٹوٹتا۔ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا ہے۔
اگر کوئی گھسٹتا تو جالا ٹوٹتا اور یہ کبوتری انڈے پر بیٹھی ہے۔ اگر کوئی یہاں ہوتا کبوتری کھجی نہ بیٹھتی اڑ
جاتی۔ بھلا یہاں کوئی ہو سکتا ہے۔ آخر آپس میں بات چیت کر کے چلے گئے۔ یہ واقعہ پیش آتا ہے
اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ لقول	وہ دونوں میں دوسرا، وہ دونوں جو غار میں تھے
لصاحبه لا تحزن ان الله معنا	ان میں سے دوسرا اپنے ساتھی سے کہتا ہے غم نہ کرو
(التوبہ ۴۰)	اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فخر سے دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کرتا ہے۔
ظالمو! اللہ کو تو سچا مان لو، کوئی تو ایمان کا ذرہ باقی رہے دو۔ آخر مصیبت کیا نازل ہے کہ اپنے
آپ کو مسلمان بھی کہتے ہو اور ایمان ذرہ بھی تم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حضورؐ رات بھر کے

جاگے نھکے، وطن چھوٹا، اس کا غم پریشانی، دکھ تکلیف۔ ایسی حالت میں وہاں دن گزار رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ران پر حضور سر رکھ کر سو جاتے ہیں۔ آپ کو نیند آ جاتی ہے۔ نبی اگر سو جائے تو اس کو جگلنے کی اجازت نہیں۔ حضور سو گئے ہیں لہذا جگایا نہیں جاسکتا۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی کہ سامنے غار میں ایک سوراخ ہے۔ سوراخ کو دیکھا تو پریشانی ہوئی۔ اگر اس میں سانپ ہو، وہ نکلے اور حضور کو خدا نخواستہ اس نے کاٹ لیا تو کیا بنے گا۔ اگر حضور جاگتے ہوتے کوئی پتھر، کوئی چیز اس سوراخ کو بند کرنے کے لیے کافی تھی۔ کوئی پریشانی نہ تھی۔ اب اگر اس سوراخ کو بند کرنے جائیں تو حضور کو جگانا پڑے گا۔ آپ کی آنکھ کھل جائے گی، اس کی اجازت نہیں۔ آپ کو سوتے میں جگانا اس کی اجازت نہیں حضور کی نیند نہ ٹوٹے اور سانپ بھی نہ نکلنے پائے۔ سوراخ بھی بند ہو جائے۔ کیسے پتھر اٹھا کر رکھیں؟ سامنے ہے وہ۔ ہاں وہاں تک نہیں جاسکتا۔ حضور کو جگانے بغیر وہاں تک نہیں جایا جاسکتا۔

سوچنے کے بعد آخر فیصلہ کیا کہ ایک طرف حضور کی نیند اور ایک طرف اپنی جان۔ جان رہے یا جائے، خطرہ بند ہونا چاہیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوسرا پاؤں اپنا بڑھایا اور انگوٹھا رکھ دیا۔ اپنے انگوٹھے سے سوراخ کو بند کر دیا جس سے خطرہ تھا، کوئی دیکھا نہیں تھا۔ اسکان تھا کہ اس میں سے کوئی جانور نکل آئے اور وہاں سانپ تھا۔

انگوٹھا جو رکھا۔ اُس سانپ نے ڈسا کاٹا۔ انہوں نے پاؤں نہیں اٹھایا۔ جو ہو سو ہو۔ حضور کی آنکھ نہیں کھلتی چاہیے۔ تکلیف شروع ہوئی۔ ہوتے ہوتے اتنی تکلیف بڑھی کہ بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

بہت کوشش کی ہوگی کہ حضور کی نیند ختم نہ ہو، آنکھ نہ کھلے لیکن ایک قطرہ ٹپک ہی گیا۔ آنسو کا قطرہ رُوئے انور پر چہرہ مبارک پر ٹپکا تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ کیا بات ہوئی، کیوں رو رہے ہو؟ حضور بہت کوشش کی کیا کروں یہ سامنے سوراخ تھا۔ کوئی اور صورت نہیں تھی۔ میں نے انگوٹھا رکھا۔ اس میں سانپ تھا۔ اس نے کاٹ لیا۔ اتنی تکلیف اتنی تکلیف کہ وہ ایک قطرہ ٹپک ہی گیا۔ حضور! میرا کوئی قصور نہیں۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ میں نے بہت کوشش کی۔ حضور نے فوراً پڑھ کے دم کیا، لعاب دہن لگایا۔ اللہ نے شفا عطا فرمائی۔ (جاری ہے)



اللہ اللہ! امتیاز چار یا چھان نبی! جن سے عالم کو ہوا حاصل ہے عرفان نبی! ہاں! البرکات و عمرہ و روق عثمان علیہ تھے خصوصاً در امور دیں مشیران نبی! صاحب الزائے حکیم و بزدبار و پارس ملت بیضا کو رحمت تھے یہ خاصان نبی! ہر طرف جاری کیے رشد و ہدایت کے عیون برکتیں پائیں! انہوں نے زیر دامن نبی! عرعرہ تسنیم دل ہوتے ہیں ان کے ذکر سے روز و شب جن کو رما قربت میں فیضان نبی! بہر پاک تہدآن اور بہ امضی خاص عام ہے ضروری پیروی جانشینان نبی! اے خوشا! بیچین! یہ چاروں خلافت باصف! تھی خلافت ان میں ہر اک کی بدھوان نبی!

بیچین بچوری (بدایونی)



میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو
فروغ دیں

ماہنامہ حق جاوید لاہور
کے

اشتہارات کا نرخنامہ

سرورق کا آخری صفحہ --- -/۱۶۰۰
سرورق کا اندرونی آخری صفحہ --- -/۸۰۰
اندرونی پورا صفحہ --- -/۶۰۰
اندرونی نصف صفحہ --- -/۳۰۰
اندرونی چوتھائی صفحہ --- -/۱۵۰

ادارہ ماہنامہ حق جاوید لاہور

مدینہ بازار ذلیلدرٹوڈ

اچھرہ

لاہور

فون --- ۴۱۶۱۰۰

طلباء طالباء اور عام مسلمانوں کیلئے آسان انداز میں دینی کتب

سیر سید دوعالم

مولفہ: محمد رفیق ایم اے (اسلامیات، تاریخ)

اس کتاب میں سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کو ایسے دلنشیں اور سادہ انداز میں تحریر کیا گیا ہے کہ بچے اسے شوق سے پڑھتے ہیں اور عام مسلمانوں کیلئے بھی انتہائی مفید ہے یہ کتاب بھی خدام الدین لاہور میں قسط وار شائع ہو چکی ہے کتاب مذکور کو نیشنل بک کونسل آف پاکستان (وزارت تعلیم) نے بچوں اور بک سلسلہ میں بہترین قرار دے کر باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے یہ کتاب بھی متعدد سکولوں میں داخل نصاب ہے اور اس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت:۔۔ صرف دس روپے

سچے واقعات

مولفہ: محمد رفیق ایم اے (اسلامیات، تاریخ)

یہ کتاب بچوں، بچیوں اور عام مسلمانوں کے لئے انتہائی دلچسپ انداز میں اللہ تعالیٰ کے پاک اور معصوم پیغمبروں کے سچے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں قسط وار شائع ہو چکی ہے۔ اب کتابی شکل میں بھی دستیاب ہے۔ جیکسلا کے متعدد سکولوں میں داخل نصاب ہے مسلمانوں کو اپنے بچوں کو دینی انداز میں تربیت دینے کے لئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت:۔۔ صرف دس روپے

نصابِ نیت (حصہ دوم)

مولفہ: محمد رفیق ایم اے (اسلامیات، تاریخ)

یہ کتاب جماعت ششم تا ہشتم کے طلباء کیلئے بطور دینی نصاب کے لکھی گئی ہے۔ جبہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور آداب، مسنون دعائیں، احادیث شریف، دینی معلومات وضو اور نماز کے مسائل، نیز مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوانح درج ہیں۔

یہ کتاب بھی طلباء کے علاوہ عام مسلمانوں کیلئے بھی انتہائی مفید ہے اور بچوں کی تربیت دینی انداز میں کرنے کیلئے ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت:۔۔ صرف اٹھارہ روپے

نصابِ نیت (حصہ اول)

مولفہ: محمد رفیق ایم اے (اسلامیات، تاریخ)

یہ کتاب اسلامی نظام تعلیم کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی ہے اس کتاب میں پانچویں جماعت تک کے طلباء کے لئے ضروری مسائل، عقائد، اخلاقیات، سنتیں اور مسنون دعائیں لکھی گئی ہیں۔ موضوع نصاب کے ساتھ یہ کتاب پڑھنے والا مسلمان بچہ عقائد و اعمال کے لحاظ سے بھی گہرا اور پکا مسلمان ہو گا عام مسلمانوں کے لئے بھی اپنے بچوں کی تربیت کے لئے بہترین کتاب ہے۔ متعدد سکولوں میں داخل نصاب ہے۔

قیمت:۔۔ صرف دس روپے

نوٹ:۔۔ مدارس، سکولوں اور تاجروں کو معقول رعایت دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ: محمد رفیق، ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام، ان سکول ٹیکسٹ (ضلع راولپنڈی)

معترف ہوں جس کے احسانات کے وہ محسن عظیم بھی خود
 اور ہو سکتا ہے کون ایسا جس میں جز ابو بکر عتیق؟
 ہاں وہی صدیق اکبر وہ صدیق ان کے بہر قول و عمل
 وہ بہر آئین ان کے آئینے ہر حال میں بکیت ایتق
 خسروی کراچی

پیغمبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صاف اور واضح تصویر

نماز پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم
 (اردو)

فقہ حنفی کا انمول خزانہ
 قرآن و سنت اور آثارِ صحابہؓ سے مدلل طریقہ نماز

تالیف: فضیلہ شیخ محمد الیاس فنیل (مدینہ منورہ)

۱۔ قرآن و سنت کی روشنی میں نماز کے احکام و مسائل کو طبری
 حسن و خوبی سے جمع کیا۔ مولانا محمد مالک ندوی، شیخ الحداد جبار
 ۲۔ اندازِ بیاں عام فہم زبان سلیس ترتیب دلکش اور ماخذ مستند
 مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدینہ منورہ ریڑٹی
 ۳۔ کتاب کی افادیت مسلمہ ہے مولانا احمد علی سراج کویت
 ۴۔ یہ کتاب اردو و نواں حضرات کے لیے مدنی تحفہ ہے۔
 مولانا سید سعید، نقشبندی شیخ الاسلام مولانا حسین محمد مدنی بھارت

جس میں مسائل نماز کو کلام مجید، احادیث صحیحہ اور
 آثارِ صحابہؓ سے مدلل اور آسان انداز میں پیش
 کیا گیا ہے۔
 کتاب کے مقدمہ میں تعارف فقہ، حضرت
 امام ابو حنیفہؒ کے علمی و فقہی مقام اور مسئلہ اجتہاد
 تعلیق پر سیر حاصل بحث و تبصرہ کیا گیا ہے۔

کتبت و طباعت معیاری صفحات ۲۵۶ جلد ڈائی دار قیمت - / ۲۴ روپے

مفتی سید اختر، پوسٹ بکس ۶۶ لاہور

امام اہلسنت حضرت میوانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی

بحر العلوم ذاتِ حقّی عبد الشکور کی! تابشِ حقّی جس میں پرتو انوارِ طور کی!
جلوہِ فروز جس نے رکھیں شمعیں نور کی! کیس خواریاں کہ جس نے گروہِ فجور کی!

کرتے ہیں مُتَمّ جونیّ کے صحابے کو!

مشرم و حیا نہیں کوئی غولِ غراب کو!

لاف و گزافِ گفتنی ان کا شعار ہے ابلّیّیت سے جن کا ہر اک کاروبار ہے
ابلّیّ کی صفوت میں ان کا شمار ہے ہر فرد اپنے نفس کا ان میں شکار ہے

دینِ صفا سے ان کا نہیں کوئی انتساب

کہتے ہیں مومن آپ کو یہ خانہاں خراب

عبد الشکور نے دیں چیمو ان میں سُنیاں چہرہ بہ چہرہ طاری ہوئیں زرد رُویاں!
آلودہ کیس بنّا کب یہ ناز بُوئیاں خوشیدہ کر دیں ان کی تمام آبِ جُوئیاں!

کیا خوب! ذاتِ پاکِ حقّی عبد الشکور کی!

نصرتِ حقّی جس کو غیب سے ربِّ غفور کی!

کذّابی و فریب کئے ان کے آشکار! ثابت کیے دلیل سے "بدان کے کاروبار!"
"ہیں شیطنّت سے" دینِ سلامت سے ہے فرار ہیں مُردہ خوار زاغ و زغن یہ سیاہ کار!

دی پھاڑ کھال ڈھول کی عبد الشکور نے!

پول ان کی ساری کھول دی عبد الشکور نے!

خلعتِ کدوں میں دین سے کی روشنی مدام مومنوں میں سائے ہرزہ سراؤں کے دی لگام
شیریں منام ہونا نہیں کر دیا حرام مانندِ خر بہ کل ہوئے بد باطنیٰ تمام

تگنی کا نایح ان کو چپایا بہ ہر محاذ!

ثابت کیا دلیل سے شیطانی اتّحاد!

ڈٹ کر یک متغابہ میدانِ اجتماع اصحابِ پُر حملوں کا رہا ترسِ اندفاع
بدعت کی جھاڑیوں کا کب قطع و انقلاع در ماندہ ہو کے رہ گئے "اشرارِ خوبسایع"

بہودگی کے خفیہ کیے فاش جملہ راز!

تاویل و اتہام کا توڑا ہر ایک ساز!

کیا خوب مثل کوہ تری بُرد باریاں! کیا خوب! اے امام! تری شاہ کاریاں!
"النجم" میں عجیب کیس مضمون لگائیں! ہر افضی کو جن سے ہوئیں بے قراریاں!

قوت میں دل کو بخشے تیرے تمام کام!

کھلتے ہوئے گلوں سے مزین ہے تیرا نام!

لی خارجی گردہ کی بھی خوب ہی خبر حضرت علیؑ پر ہوتے ہیں بدگو جو بدسیر
کرنے میں لعن طعن نہیں چھوڑتے کسر زہرِ روزِ حشر کا کوئی نہیں حذر

تیری صریح کلمہ سے علامؒ محترم!

رزش میں آ کے قصیرِ خراج ہو اہم!

مرزائی کا ذہن میں کیے ایسے زلزلے دار فتر ہوش ہو کے ہوئے پست حوصلے!

تخ بستہ حال ہو گئے سب جوشِ دولے سینوں میں ذلتوں پر ہوئے غم سے تلملے!

اے محترم! قبول ہو بیچین کا سلام!

پائیں فرزدنی خلد میں رتبے ترے مدام!

بیچینِ حبیبوری (بدایونی)





جناب مولانا محمد مارون صاحب اسلام آبادی، دائرۃ القضاء الشرعی، البوخی - امارات متحدہ

چونکہ رب ذوالجلال نے اس دین حنیف کی حفاظت و دفاع کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لی ہے لہذا یہ اس ذات پاک کی سنت چلی آرہی ہے اور آئندہ بھی چلے گی کہ ہر فتنہ فرعون کے سامنے کوئی موسیٰ، ہر فتنہ دجال کے سامنے کوئی عیسیٰ اور ہر فتنہ ارتداد کے سامنے کوئی صدیق اکبر ضرور سینہ سپر ہو جاتا ہے اور وہ فتنہ اس انسان فنا چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔

ماہنامہ حق چار یار کے چار شمائے بندہ کے سامنے ہیں جنہیں دیکھ کر اور مطالعہ کر کے اپنے مذکورہ بالا عقیدہ پر یقین راسخ پیدا ہو گیا۔

حق تو یہ ہے کہ یہ رسالہ اپنی نوعیت اور موضوع مضامین کی یکسانیت کے لحاظ سے اپنی نظر آہ ہے۔ اس رسالہ کے ہر مضمون سے زمرہ صحابہ مرضیین دراضین کے ساتھ عشق خالص و حب صادق کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے حالانکہ یہ مضامین کتابوں میں بکھرے ہوئے ایک طالب علم کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں مگر جس نکتہ انمول کو یہ رسالہ ان مضامین و واقعات سے اخذ کرتا ہے اس کی طرف صرف وہی دل نظر اٹھاتا ہے جو شان صحابہ رضی اللہ عنہم کا گہرا احساس رکھتا ہے اور جو دماغ دفاع صحابہ کے لیے سرشار ہو۔

خاص طور پر زمانہ حال کے واقعات کو فضائل و کمالات صحابہ کا آئینہ دار قرار دینا ایک ایسا کام ہے جو صرف عاشق صادق ہی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری سلسل دعا و زاری ہے کہ وہ آپ حضرات کو مزید توفیق دے، گمراہ دلوں کو

ہایت دے اور اس رسالہ کو اس کا ذریعہ بنائے آمین۔

جناب افتخار فریدی، فریدی بلڈنگ، کالا پیادہ سنبھلی دروازہ، مراد آباد

حضرت محترم شیخ نکت قاضی صاحب مدظلہ! حق چار یارضہ کے چار عدد رسالے ملے۔ انہیں پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں۔ اس خط کی بقاد سلامتی آپ ہی حضرات کے ذریعہ ہے۔ اس دور میں امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی نے بڑا کام کیا ہے۔ رض و قادیانیت و بدعت کے رد میں کام کرنے والے اکابر کے حالات بھی رسالہ میں دیے جاتے رہیں۔ حضرت مجدد سربندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، اکابر دیر بند جمعیت العلماء، مجلس احرار اسلام کی مساعی حضرات شہیدین بالاکوٹ کے واقعات و حالات سے ہماری نئی نسلیں بے خبر ہیں حضرت شیخ النہد حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ، بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ پر بھی کچھ آتا ہے۔ اس وقت اہل پاکستان "یا حنیف" کا ورد رکھیں۔ یہ ورد حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اہل دہلی کو فرمایا تھا جب دلی کو سکھ جاٹ مڑے لوٹا کرتے تھے۔

جناب محمد سعید صاحب دار السعید حویلیاں ایبٹ آباد

"دار السعید" کے نام "حق چار یارضہ" آج ہی ملا۔ روحانی سرتر ہوئی۔ اللہ کریم آپ بزرگ کو جزائے خیر عطا فرمادیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ (جسے اب حکومتی سرپرستی بھی مل رہی ہے) بغض صحابہ کرامؓ ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے ناموس کی تحفظ کی خاطر جتنا کام کرنے کی آج ضرورت ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔

اللہ کریم جزائے خیر عطا فرمائے بھائے بزرگوں کو جنہوں نے اس مبارک وسیع مشن کے لیے اپنی زندگیاں ہی وقف کر رکھی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب بزرگوار مدظلہ العالی کی زندگی کا مشن ہی یہی رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے والی تمام تنظیمیں آپس میں ربط رکھیں اور وطن عزیز میں جہاں اور جس طرح بھی شیعہ رسالت کے پر دانوں حضرات صحابہ کرامؓ کی ناموس پر حملہ ہو، متحد ہو کر تمام دینی قوتیں اس کا منہ ٹوڑ جواب دیں۔

مجھ گنہگار کی کریم رب کی کریم بارگاہ میں دُعا ہے کہ حق چار یارِ حق "عامۃ المسلمین کے استفادہ کا باعث
اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم۔

جناب لانا سید سلمان احمد صاحب عباسی خطیب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ

مزاج گرامی؟ مؤقر ماہ نامہ "حق چار یارِ حق" کے دو شمارے بابت ماہ ربیع الاول والثنائی ۱۴۱۰ھ
موصول ہوئے۔ کرم فرمائی کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارین۔
بصد شوق و ذوق ہر دو رسائل کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ یہ رسالہ احقاق حق، ذکالت صحابہ کرامؓ،
ترجمان اہل السنۃ اور حضرات اکابر کے منتخب مضامین کے لحاظ سے تہا زترین رسائل میں سے ایک
ہے اور یہ سب حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی توجہات ظاہری و باطنی کی
برکت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کا سایہ عاطفت ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان کو اور
آپ کو مع جملہ معادنین زیادہ سے زیادہ دین حق کی صحیح خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے اور خلوص کی
دولت عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔

جناب لانا حافظ محمد مسعود صاحب عثمانی مدینہ منورہ

ماہنامہ حق چار یارِ حق کے جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ تک کے پرچے موصول ہوئے۔ دیکھ کر دل باغ باغ
ہو گیا۔ پرچے کا اتنا اعلیٰ معیار، اتنے بہترین مضامین، ہر مضمون اپنی جگہ مکمل اور ہر سپور پر سیر حاصل معلومت
فراہم کرنے والا اتنا معیاری رسالہ آج تک نظر سے نہیں گزرا۔

ترجمان اہل سنت حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لیے بروقت رہنمائی فرما کر پاکستان کے کروڑوں عوام کی طرف سے کفارہ
ادا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت انت مسلمہ پر تادیر سلا
رکھیں۔ رسالہ حق چار یارِ حق اس قابل ہے کہ ہر سنی مسلمان اس کا خریدار بنے اور پڑھے تاکہ اس کا دل

صحابہ کی محبت و عظمت سے منور ہو اور دین کے ان درخشندہ ستاروں سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہو۔
میری دل کی گہرائیوں سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ حق چار یارِ حق کو دن و گنی رات چو گنی ترقی نصیب فرمائے۔

جناب لانا رشید احمد صاحب قادری، خطیب بادشاہی مسجد لہور (سیالکوٹ)

یوں تو ملک میں رسائل و جرائد ماہانہ ہفت روزہ اور روزناموں کی اس قدر بھرمار ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی کار دارد اور ان میں ۹۹ فی صد رسائل اخبارات الحماد و لادینی کے مضامین سے پُر ہیں، ہر گھر میں ادب و ثقافت یا صحافت کے نام پر عربی و فحاشی پھیلائی جا رہی ہے۔ نئی نسل اور نوجوانوں کے ذہن الحماد و زندہ کی اشاعت سے دین سے دُور کیے جا رہے ہیں۔ ایک یا دو فیصد رسائل دینی جماعتوں اور اداروں کی طرف سے شائع کیے جا رہے ہیں۔ لیکن ایک تودہ ہیں ہی انتہائی قلیل پھر ان میں بھی بہت سے اس حد تک مصلحت ہیں اور رفتار و وقت سے مرعوب کردت کے فتنوں سے نشان دہی اور ان کی بھرپور سرکوبی کرنے سے عاری۔ ایسے وقت میں "حق چار یار" کی اشاعت فتن باطلہ کے مقابلہ میں حق کی للکار اور دہریت و الحماد سے نوجوان نسل کو بچانے کا موثر ذریعہ ہے۔

"حق چار یار" کے یوں تو سب مضامین نہایت واضح شستہ اور مدلل ہوتے ہیں مگر قائد اہلسنت اظہار الحق و الملتہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب زید مجتہد کا ادارہ "حق چار یار" ہے۔ دیگر مضامین اور منظوم کلام اپنی جگہ منفرد و ممتاز۔ اگر یہی معیار قائم رہا تو رسالہ بہت جلد غیر متوقع ترقی سے ہمکنار ہوگا۔ اس پُر فتن دور میں اس نام سے اس کا اجراء بھی تائید و نصرت الہی کا ہی مرہون منت ہے۔

حق چار یار کی اشاعت اہلسنت کے دل کی ٹپکار ہے۔

حق چار یار حق کی للکار ہے۔

حق چار یار مسلک اہل سنت کا علمبردار ہے

حق چار یار باطل کے لیے سیف ذو الفقار ہے

حق چار یار تدبیر و سیاست معاویہ کا پرچار ہے

حق چار یار عظمتِ خلفاء راشدین کا پاسدار ہے حق چار یار صحافتِ اسلامی کا شاہکار ہے۔

یہ برہنہ کلمات محض اپنے جذبات کی عکاسی ہے، جہاں تک رسالہ کا تعلق ہے اس کے متعلق

اتنا ہی کافی ہے

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو

نہرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حسن بندی

جناب مولانا عطار الرحمن صاحب رحمانی مدیر مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوحیل، ضلع ڈی اے خان

آپ کا ذی وقار ماہنامہ "حق چار یارہ" بندہ کے نام پابندی سے پہنچ رہا ہے۔ مضامین کا انتخاب اسلوب تحریر، اندازِ بیان رسالہ کے عمدہ معیار کا ثبوت ہے۔

فرض و تشیع کی تردید دائرہ سن میں رہ کر کرنا اور ناصبیت کے خلاف بھی علم جہاد بلند رکھنا حضرت قاضی صاحب مدظلہ کا طرہ امتیاز ہے جو انہیں اکابرین علم اہل سنت علمائے دیوبند سے ورثہ میں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہم طالب علموں کو تادیر ان کے فیوض و برکات سے مستفید فرمائے آمین۔

اس قسم کے رسالہ کا اجرا وقت کی اہم ضرورت اور شدید تقاضا تھا جسے پورا کرنے کی سعادت کا قرعہ فال آپ کے نام نکلا ہے

ایں سعادت بزرگوار و نیست تازہ بخشد خدائے بخشنده
مجلسِ مسلمانانِ اہل سنت کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اس رسالہ کے لیے ہر قسم کا تعاون فرمائیں
اشتہارات کے لیے سعی فرمائیں، خریداری بڑھائیں، خود بھی شوق سے پڑھیں، دوسروں تک
بھی پہنچائیں تاکہ یہ رسالہ اپنی آب و تاب سے جاری رہ سکے اور مذہبِ اہل سنت کی ترجمانی کا حق
لڑیچہ کی دنیا میں ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب مسلمانانِ اہل سنت کو اپنے مذہبی فریضہ
کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جناب مولانا مقبول احمد صاحب مدرس مدرسہ عربیہ عبیدیہ فیصل آباد

روز روشن کی طرح واضح اس حقیقت کو کیونکر جھٹلایا جاسکتا ہے کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر
انزے والی وحی الہی اور دین اسلام کے اولین شاہد حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔
قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور دین کی رُوح و مزاج اور شریعتِ الہیہ کے اسرار و حکم و نواہت سے
مستفید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی معرفت بعد میں آنے والی نسلوں تک پہنچے ہیں اور تائید
پہنچتے رہیں گے۔

اس دین حنیف کی صداقت و حقانیت قرآن حکیم کی محفوظیت انہیں صداقت شعار، بلند کردار و عاجل

اور وفادار شاگردان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔

ان کے اوصاف و کمالات اور تزکیہ و توثیق پر شاہد ازل خود نگران اور قرآن ان کے اخلاق و اعمال جذبات و احساسات کی بلندی و بالیدگی کا حدی خواں ہے۔ یہی ہیں جن کے لیے اس دنیا میں ہی خلاق عالم کی جانب سے اپنی رضامندی اور خوشنودی کا مژدہ جافراں کیا گیا ہے۔ یہی ہیں جن کے لیے لسان نبوت دخولِ حبت اور دائمی راحت کی بشارت مل رہی ہے۔

لیکن اعدائے دین بالخصوص رفس و خدوچ کی ستیزہ کاری ان نفوس قدسیہ کے خلاف شراب و لہی بن کر روز اول سے ان کی روئے بیخاکہ کو داغدار کرنے کی عیارانہ کوششوں اور سازشوں میں مصروف و منہمک ہے تاکہ دین حنیف کے فداکار اور اولین شاہدوں کو غیر معتد اور مشکوک بنا کر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلک بوس اور مضبوط عمارت کو پیوند زمین کر دیا جائے۔ جبکہ چراغ مصطفوی کے پردانوں نے اس کی حفاظت و صیانت کو مقدس فریضہ اور اپنی سعادت جان کر رزم گاہ حق و باطل میں سرفروشانہ انداز میں حصہ لیا ہے اور حجت و برہان کے میدان میں بالخصوص باطل کو منہ کی کھانی پڑی ہے۔

میرے پیش نظر ماہنامہ "حق چار یارہ" ہے جو ہر قسم کی مبالغہ آمیزی اور افراط و تفریط سے پاک، رشد و ہدایت کا علمبردار، منقبت صحابہ و اہل بیتؑ کا حدی خواں، خلافت راشدہ کے تزیں دور اور اس کی عظمت و رفعت کا مناد رفس و خدوچ کی جعل سازیوں اور عیاریوں کا نقاد اور شعور و آگہی کے لیے میارہ نور ہے۔

وَمَا ہے اللہ کریم حضرت قاضی صاحب دامت فیوضہم کا سایہ تا دیر سلامت باکرامت فرمائے اور منتظمین ادارہ ماہنامہ "حق چار یارہ" کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس کام کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

یا اللہ مدد
شان رسالت زندہ باد
خلافت راشدہ حق چار یارہ
علاج بال غذا
علاج بال دوا
مطابق قانون مفرد اعضاء تجویز کردہ حکیم انقلاب صابر ملتان
انقلابی حکیم منیر اقبال منٹھری شفا خانہ، محبوب کیٹ، کرم آباد صدیق اکبر روڈ، لاہور ۵۴۶۰۰

عہدہ کام

مناسب دام

ہینڈل، شکرز اور خوشنما رنگین پوسٹر نیز ہمہ قسم چھپائی کے لیے
ہماری خدمات حاصل کیجئے

اعلیٰ طباعت کا مرکز

فصل شریف پرنٹرز
احاطہ شاہد ریاں
اردو بازار، لاہور

خطبات و مواعظ جامعہ

تالیف مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی

مساجد کے خطباء و امام صاحبان کے لیے یہ کتاب خصوصی تحفہ ہے۔ اس کتاب میں سال کے ہر جمعہ کی مدلل و مفصل تقریر اور وعظ موجود ہے۔ سیکڑوں کتابوں اور رسائل سے استفادہ کے بعد یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ ہر وعظ انوکھا اور بے مثال ہے۔ قرآن و احادیث، سچے واقعات اشعار پر ہر تقریر اور وعظ مشتمل ہے۔ بڑے سائز میں صفحات ۵۸۲، ہمدیہ - ۱۲۰/- روپے۔
ملنے کا پتہ:

ادارہ صدیقیہ، نزد حسین ڈی سلوا بلڈنگز، گارڈن ویسٹ، نشتر روڈ
کراچی

شانِ اصحابِ نبی

نہیں بھی بے دست و پا ہے اور عاجز نہ ہاں
 بے بدل ہے سامنے عالم میں وفا صدیقی کی
 سب سے پہلے اس نے اس اعلان کی تائید کی
 وہ آمین اللہ اس حضرت سیدہ الہامہ کا
 جس کا شانِ صفیہ تاریخ میں کوئی نہیں
 جس نے کردی وقت کی ہر سلطنت زیرِ زبر
 عشق و مستی کی شریعت میں شہیدِ مصطفیٰ
 مصطفیٰ کی تربیت کا بے بدل شہکار تھا
 پیش کرتے تھے جسے خود آ کے زوم دے خراج
 یعنی عثمان غنی جو دوسرا میں سرفراز
 وہ حیا جس پر فرشتوں کو حیا آنے لگے
 لَنْ تَسْأَلُوا الْبَتَّ حَتَّى تُنْفِقُوا کا رازدار
 دودمانِ ہاشمی کا زوجہاں شیر زن
 حمیدِ کرار، علمِ مصطفیٰ کا نورِ مین
 فقر میں بھی بادشہ اور بادشاہی میں فقیر
 پاس تک جن کے نہ ٹھٹھا کوئی علم اور کوئی خوف
 کرتے کرتے ذکر ان کا آپ ہی کھوجائیے
 بل گئی سنتِ نبی کی اور اللہ کی کتاب

شانِ اصحابِ نبی کیسے کرے کوئی جہاں
 بے زامجھ سا کرے کیونکر شاصدِ یقینی کی
 مصطفیٰ کے مُنہ سے نکلی جب صدا تو حید کی
 وہ نمونہ ثانیِ اشئین اِذْ هَمَّ فِي الْعَسَاكِ
 سب سے پہلا جانشینِ رحمۃ للعالمین
 دوسرا یارِ نبی وہ ضعیف ملتِ عمر
 وہ مُرادِ مصطفیٰ تھا وہ مریدِ مصطفیٰ
 تیغ بے زہار تھا وہ قوم کی لٹکا تھا
 جس کے قدموں میں گرے تھے قیصر و کسرتِ تاج
 جانشین اس کا وہ مردِ پاک طینتِ پاک باز
 مصطفیٰ بھی جس کی عفت کی قسم کھانے لگے
 جس نے کی ملت کی خاطر بے ہمداد و تار
 جانشین اس کا علیؑ مہربانِ فکریں شکن
 حافظِ ناموسِ ملتِ عسائی بدرِ حسین
 اپنے ہر ایک پیشرو کا خالص و مخلص شیر
 طلحہ و سعدؓ و زبیرؓ و ابنِ سعدؓ و ابنِ عوفؓ
 اور کتنے جاں نثراںِ نبیؐ گنوائیے
 ان کے دم سے آج ہم اسلام سے ہیں فیضیاب

مصطفیٰ کے پاک سیرت ان مریدوں کو سلام
 دینِ حق کے سرفروشنوں کو شہیدوں کو سلام

توحید کا ہے علم و سنت کی ہے ہمار **یا اللہ** اصحاب مشعلے پہ ہیں خدام جاں نثار
نہیں کہی ہے یہ حق چار بار پڑھتے **اللہ** املان حق ہمارا ہے حق چار بار پڑھتے
ختم نبوت زندہ باد **اللہ** اصل کلمہ سلام **اللہ** نظام خلافت راشدہ زندہ باد

حق جاوید

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام حیدرآباد

(۲۵) عظیم الشان سہ روزہ سالانہ

تقیم ناس و تار بندی

۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء / ۲۳-۲۴-۲۵ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ بدھ جمعرات جمعہ

انشاء اللہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوگا

جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ شرکت فرمائے ہیں۔

نوٹ :- یاد رہے کہ جلسہ ۲۱ مارچ بروز بدھ صبح دس بجے سے شروع ہو کر ۲۳ مارچ
نارجمتہ المبارک پر ختم ہوگا

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی و امیر
تحریک خدام اہل سنت پاکستان کا "درس خلافت راشدہ" ۲۲ مارچ بروز
جمعرات ۸ بجے صبح ہوگا۔

الذی فی خدام اہل سنت عبد اللطیف جمعی مستم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جنم